یا اللہ مدد
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ
تحریکِ خدّامِ اہلِ سنت کا ترجمان، نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم
لاہور
جلد 32 شمارہ 6- شوال المکرم ۱۴۴۰ھ، جون 2019ء
زیرِ نگرانی
جانشین قائدِ اہلِ سنت
قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ
امیر تحریکِ خدامِ اہلِ سنت پاکستان
جاری کردہ
قائدِ اہلِ سنت وکیلِ صحابہ مظہرِ شریعت وطریقت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین
بانی تحریکِ خدامِ اہلِ سنت پاکستان

خدایا اہلِ سُنت کو جہاں میں کامرانی دے ۔ خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے
تیرے قرآں کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں ۔ رسول اللہ کی سُنت کا ہر سو نور پھیلائیں
وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو ۔ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو
صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں ۔ وہ ازواجِ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حُسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تُو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا ۔ اُنہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا
تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں ۔ کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں
تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل ۔ عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل
ہو آئینی تحفظ ملک میں ختمِ نبوت کو[1] ۔ مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تُو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِ پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

تیری توفیق سے ہم اہلِ سُنت کے رہیں خادم ۔ ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دُنیا میں قیامت میں تیری ظلّ

[1] الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

2
اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یا اللہ مدد
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم
لاہور
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
جلد 32 شمارہ 6- شوال المکرم ۱۴۴۰ھ، جون 2019ء
جاری کردہ
قائد اہل سنت وکیل صحابہ مظہر شریعت وطریقت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان
زیر نگرانی
جانشین قائد اہل سنت
حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر
امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
بدل اشتراک
مدیر مسئول
حافظ محمد مسعود صاحب
نائب مدیر
ماسٹر منظور حسین صاحب
اندرون ملک: فی پرچہ 35 روپے سالانہ چندہ 350 روپے
بیرون ملک مشرق وسطی 85 ریال o امریکہ یورپ o برطانیہ 20 پونڈ
قاضی ظاہر حسین جرار صاحب 0333-5783036
رابطہ
دفتر ماہنامہ حق چار یار متصل جامع مسجد میاں برکت علی
مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
0322-4135093
0302-4166462
042-37427872
پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

رؤیتِ ہلال کا مسئلہ

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ ☆

رمضان المبارک اور اسلامی تہوار کا تعلق رؤیتِ ہلال پر ہے نہ کہ سائنسی آلات پر

باب رؤیت و ہلال...... حضور خاتم النبیین ﷺ کا فرمان...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَاتَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الھلال ولاتُفْطِرُوْ حَتّٰی تَرَوْہُ (مشکوٰۃ شریف) روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ دیکھو چاند اور نہ ہی افطار کرو ''یعنی عید کا چاند'' یہاں تک کہ دیکھو اس کو۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: روزہ رکھو بعد چاند دیکھنے کے اور افطار کرو ''یعنی عید کرو'' بعد دیکھنے چاند کے (مشکوٰۃ) شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ فیصل آبادی، نے فرمایا کہ صوم اور افطار کو معلّق کیا گیا ہے۔ رؤیتِ ہلال کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی مہینہ کی ابتداء کا مدار رؤیت ہلال پر ہے یا مہینہ کے تیس دن پورے ہونے پر۔ اور اگر انتیس ''۲۹'' کو رؤیتِ ہلال متحقق ہو جائے تو اگلا اسلامی مہینہ شروع ہو جائے گا۔ وگرنہ مہینہ کے تیس ''۳۰'' دن پورے کرنے کے بعد اگلا مہینہ شروع ہوگا۔ اسلامی مہینہ کی ابتداء کا مدار چاند کے اُفق پر موجود ہونے پر نہیں۔ لہٰذا اگر حسابات سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ فلاں مہینہ کی انتیس ''۲۹'' کی شام کو چاند افق پر موجود ہوگا لیکن کسی بھی وجہ سے اس کو دیکھا نہ جا سکے تو اگلا مہینہ شروع نہیں ہوگا ''اشرف التوضیح تقریر اردو مشکوٰۃ المصابیح ''ج ۷، ۲۵، ص ۲'' مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع رحمہ اللہ معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

مسئلہ: ماہ رمضان کا پالینا شرعاً تین طریقوں سے ثابت ہے ایک یہ کہ خود رمضان کا چاند دیکھ لے دوسرے یہ کہ کسی معتبر شہادت سے چاند دیکھنا ثابت ہو جائے اور جب یہ دونوں صورتیں نہ پائی جائیں تو شعبان کے تیس روز پورے کرنے کے بعد ماہِ رمضان شروع ہو جائے گا۔

مسئلہ: شعبان کی انتیسویں تاریخ کے شام کو اگر ابر وغیرہ کے سبب چاند نظر نہ آئے اور کوئی شرعی

شہادت بھی چاند دیکھنے کی نہ پہنچے تو اگلا روز یوم الشک کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حقیقتاً چاند ہوگیا ہو۔ مگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آج چاند ہی مطلع پر نہ آیا ہو۔ اس روز میں چونکہ شہود شہر یعنی رمضان کا پالینا صادق نہیں آتا۔ اس لیے اس دن کا روزہ رکھنا واجب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے تاکہ فرض اور نفل میں اختلاط اور اقتباس نہ پیدا ہوجائے "بصاص" معارف القرآن، ج ۴۴۹-۴۵۰، ص ا"

قمری مہینہ

شیخ الحدیث مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: قمری حساب کا جاننا نہایت آسان ہے ہر شخص چاند کے حساب سے تاریخ شمار کرسکتا ہے۔ شمسی حساب کے لیے جنتری درکار ہے۔ ہر کس و ناکس شمسی حساب کو نہیں سمجھتا علم ریاضی میں بغیر کمال حاصل کیے شمسی حساب کا سمجھنا ممکن نہیں اور چاند کا حساب قدرتی اور آسان ہے جو سہولت قمری حساب میں ہے وہ شمسی حساب میں نہیں اس لیے شریعت نے صبح اور روزہ اور زکوٰۃ اور عدت وغیرہ کا مدار قمری حساب پر رکھا ہے اور شریعت میں مہینہ اور سال قمری ہی معتبر ہے "معارف القرآن ج ۳۳۳، ص ا"

پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیرہ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں: شہود سے دیکھنا اور جاننا دونوں مراد ہیں یعنی خواہ وہ خود دیکھے یا صحیح طریقہ سے اس کا دیکھا جانا معلوم ہوجائے اس لیے فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر دور دراز علاقہ میں چاند دیکھا جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اِنَّ البِلَادَ اِذْ تباعدت کَتَباعِدِ الشام مِنَ الحجاز فالوا جبٌ علی اهل کل بلدٍ ان تعمل علٰی رُؤیتہٖ دون رؤیة غیرہٖ "قرطبی" ضیاء القرآن ج ۱۲۵، ص ا" يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ "البقرہ آیت ۱۸۹" کے تحت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یعنی ان سے کہہ دو کہ چاند کا اس طرح پر نکلنا اس سے لوگوں کے معاملات اور عبادات مثل قرض، اجارہ، عدت، مدتِ حمل رضاعت، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کے اوقات ہر ایک کو بے تکلف معلوم ہوجاتے ہین "تفسیر عثمانی ج ۱۲۹، ص ۱" نیز اسی آیت کریمہ کے تحت بریلوی مکتب فکر کے مولوی محمد نعیم مراد آبادی خزائن العرفان علی کنز الایمان میں لکھتے ہیں یہ وہ قدرتی جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے یعنی سب اس سے اپنا حساب معلوم کرلیتے ہیں۔

نیا مذہبی فتنہ

سابق وزیر اطلاعات فواد چوہدری جنہیں وزارتِ اطلاعات میں بونگیاں اور شگوفے چھوڑنے کی وجہ سے عمران خان نے تنگ آ کر جس طریقہ سے وزارت اطلاعات سے سبکدوش کیا اور پھر وزارتِ سائنس و ٹیکنالوجی کا وزیر بنا دیا موصوف نے اب ایک مذہبی فتنہ کی بنیاد رکھ دی ہے کہ پندرہ رمضان سے قبل پانچ سال کا قمری کیلنڈ آ جائے گا۔ ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ نئے نئے سائنسی ذرائع اور نت ، نت ٹیکنالوجی سے متاثر لوگ جو شرعی مسائل سے نابلد ہوتے ہیں ان کا محبوب مشغلہ یہی رہ گیا ہے شرعی مسائل میں دخل اندازی کرنا، چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی مفتی منیب الرحمٰن کا روزنامہ جنگ مورخہ ۷ رمضان مطابق ۱۳ مئی ۲۰۱۹ء شائع ہونے والا کالم سے معلوم ہوا ہے کہ موصوف فواد چوہدری نے اپنے مذہبی نظریات سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں غامدی کے علاوہ کسی کو عالم نہیں مانتا گویا ان کے نزدیک سب اہل علم جہلاء کی فہرست میں ہے۔ ماشاء اللہ غامدی اور اس کے مقلد فواد ہی رہ گئے ہیں لیکن ہماری نصیحت یاد رکھیں کہ اس سے پہلے بھی غامدی جیسے لوگ آئے اور حکومتوں نے انہیں علماء کے خلاف استعمال کیا لیکن مذہبی لوگوں نے انہیں مسترد کر دیا اور آپ کے شائع کردہ قمری کیلنڈر کا حشر بھی وہی ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وما علینا الا البلاغ۔

وفیات

ماہنامہ ''حق چاریارؓ'' کے کمپوزر محترمی جناب رشید احمد صدیقی صاحب کے بڑے بھائی اور محمد ابوبکر جاوید صاحب کے والد ماجد جناب محمد جاوید کاتب صاحب ② جھان سومرو سندھ جناب عبدالمجید گبول صاحب کے والد محترم ③ ٹھیکیدار مستری محمد سومرو صاحب کے ماموں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ مسافرانِ آخرت کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ قارئین کرام سے بھی ان کی مغفرت و بلندی درجات کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے (ادارہ)

فیوضاتِ مظہرؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

درسِ قرآن: ۳۰ر مارچ ۱۹۷۸ھ	ضبط و ترتیب: ماسٹر منظور حسین

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ○ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ○

ترجمہ: ''اور جب کہا جاتا ہے ان کو، کہ نہ فساد کرو زمین میں، کہتے ہیں وہ، بے شک ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! جان لو کہ بے شک وہی ہیں فساد کرنے والے، لیکن وہ سمجھتے نہیں اور ان کو کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے ہیں دوسرے لوگ، تو کہتے ہیں وہ، کیا ایمان لائیں ہم، اس طرح جیسا کہ ایمان لائے کم عقل، خبردار! بے شک وہی ہیں کم عقل، لیکن وہ جانتے نہیں اور جب وہ ملتے ہیں ایمان والوں سے، کہتے ہیں وہ زبان سے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ علیحدہ ہو کے، اپنے کافر، شیطانوں سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں، بے شک ہم تو ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استہزا کرتے ہیں اُن سے، کھینچتے ہیں اُن کو، اُن کی سرکشی میں، وہ بھٹکتے پھرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے خریدا ہے گمراہی کو، بدلے ہدایت کے۔ پس نہ نفع دیا اُن کی تجارت نے اُن کو، اور نہ ہی وہ ہوئے ہدایت پانے والے'' (سورۃ بقرہ، آیات ۱۱ تا ۱۶)

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

○...... برادرانِ اہلسنت والجماعت! میں نے پہلے بھی یہ بیان کیا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تین گروہوں کا ذکر فرمایا ہے، ایک مومنین، ایمان والے، اللہ کے ہاں جن کا ایمان مقبول ہے۔ اُن کا عقیدہ اور عمل بھی، پسندیدہ اور مقبول ہے، اُن کے متعلق فرمایا کہ یہ فلاح پانے والے ہیں، آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں۔ دوسرا گروہ کافروں کا ہے، ایمان کے مقابلے میں کفر ہے۔ مومنین کے مقابلے میں کافر ہیں فرمایا کہ وہ اپنے کفر میں مضبوط ہیں۔ تیسرا گروہ یہ بین بین ہے، ان کا ذکر تفصیل سے فرمایا۔ وہ مومن تو نہیں، کیونکہ مومن وہ ہے جو دل سے ایمان لائے۔ زبان سے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مومن مسلمان ہیں۔ لیکن ان کے دل میں چونکہ ایمان نہیں، اس لیے فرمایا "وما هم بمومنين" وہ مومن نہیں۔ تو یہ تیسری قسم ایسے لوگوں کی تھی کہ جو اُن دونوں کے خلاف تھے، وہ دونوں جو تھے وہ اپنے عقیدے کا صاف اظہار کرتے تھے، مومنین جو ہیں کہتے ہیں، ہم اسلام مانتے ہیں۔ کافر کہتے تھے کہ ہم نہیں مانتے۔ یہ منافق دورنگی چال چلتے۔ دل میں تو یہ کافر ہیں کیونکہ اُن کے دل میں ایمان، تصدیق نہیں۔ زبان سے مومن بنتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ ایسے آدمی بھی ہوئے ہیں یا ہوسکتے ہیں کہ دل سے تو وہ اُنہی کافروں کی طرح دین کے دشمن تھے لیکن مصلحت، مفاد پرستی، یا کمزوری و بزدلی کی وجہ سے ظاہراً اسلام پر تھے اور اس سے یہ چاہتے کہ مسلمانوں سے اسلام کا فائدہ لو۔ کافروں کے پاس جا کے ان سے فائدہ حاصل کرو۔ ایسے لوگ سوسائٹی میں انتہائی خطرناک ہوتے ہیں، جو آدمی صاف نہیں ہے تو وہ گویا ہر ایک کو دھوکہ دینا چاہتا ہے، وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کا بھی نہیں ہوتا۔

○...... تو اس کو اللہ تعالیٰ نے فساد فرمایا۔ تو ان کو جب یہ کہا جاتا ہے "لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ" زمین میں فساد نہ کرو، اس سے فساد کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ آدمی صاف نہ ہو۔ ہر ایک کو دھوکہ دے۔ فساد کا معنیٰ یہ نہیں کہ وہ لڑے تو فساد ہے، فساد کہتے ہیں بگاڑ کو، اصلاح کہتے ہیں سنوار کو، کسی چیز کو جس طرح اللہ نے بنایا ہے اس میں تغیر و تبدل کرنا فساد ہے۔ کہ اس کی وہ حالت صحیح نہ رہے۔ لڑائی ہو وہ بھی فساد ہے جھوٹ ہو وہ بھی، ایک دوسرے سے دغا فریب ہو وہ بھی فساد ہے اور

یہ انسانیت کا بگاڑ ہے۔ اس کو ہم نہیں سمجھتے، نیت کھوٹی، عمل کھوٹا، زبان کھوٹی، ہر وقت داؤ پیچ، فریب، تو دین کا بگاڑ یہ ہے کہ آدمی صاف دلی سے دین پر نہ چلے۔ تو اُن کو کہا جاتا کہ تم زمین میں فساد نہ کرو۔ کیونکہ اب تو نبی کریم ﷺ کی طرف سے اصلاح ہو رہی تھی، ہر انسان درست ہو رہا تھا، اللہ کا بندہ بن رہا تھا۔ تو جتنے آدمی اچھے ہوں گے وہ بگاڑ ختم ہوگا، لیکن یہ مفسد لوگ تھے۔

○...... ان سے کہا جاتا کہ زمین پر فساد نہ کرو، تو وہ کہتے ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، اُن کے بارے فرمایا "اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ" خبردار! اچھی طرح سُن لو، اصل فساد و بگاڑ کرنے والے یہ ہیں، لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔ یعنی ان کو یہ سمجھ نہیں کہ یہ جو اس طرح کی چال چل رہے ہیں اس سے وہ اسلام کا، اللہ کے نزدیک فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔ وہ تو سمجھتے ہیں کہ اس سے شاید ہم دنیاوی طور پر کامیاب ہوں گے، دونوں دھڑے ہم سے راضی ہوں گے، ہماری عزت ہوگی مگر یہ شعور نہیں۔ شعور اسی کو کہتے ہیں کہ آدمی صحیح بات کو مانے اور اُس کے انجام پر نظر رکھے، کہ اس کا انجام میرے لیے اچھا ہے یا بُرا ہے۔ یہ اُن کو نصیحت کی گئی کہ بگاڑ نہ کرو، یعنی یہ طرزِ عمل اختیار نہ کرو۔

○...... دوسری بات، اب نصیحت اُن کو یہ ہے کہ تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو، زبان سے اقرار کرتے ہیں لیکن "اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ" تم ایمان اس طرح لاؤ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں۔ دیکھو ناں! ایمان کا اقرار تو کرتے تھے ناں "اٰمِنُوْا"؟ تو اُن کا یہ ایمان لانا، "اٰمِنُوْا" کہنا کافی نہ تھا، بلکہ جس طرح دوسرے مومن ایمان لائے ہیں یعنی اُن کا دل سے بھی ایمان ہے، زبان سے بھی ایمان ہے، عمل میں بھی ایمان ہے، ساری زندگی ایمان کے نور سے منوّر ہے، بھئی! ایمان لانا ہے تو سیدھا اُن کی طرح لاؤ۔

○...... اب یہاں یہ سمجھیں کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے، یہ دوسرے کون تھے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ یہ معیارِ حق ہیں۔ آج مودودی صاحب کہتے ہیں ناں کہ "انبیاءؑ کے سوا کوئی معیارِ حق نہیں" (دستور جماعتِ اسلامی) تو آپ یہ سمجھیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے، تاریخ کی کتاب نہیں جو کسی نے لکھ دی ہو؟ دورنگی چال چلنے والے منافقین کو نصیحت کی جاتی ہے کہ جس طرح صاف مومن

دوسرے ہیں، اصحابؓ ہیں، جس طرح وہ ایمان لا کے حضور ﷺ کے ساتھ جُڑ گئے ہیں، دُکھ ہے، سُکھ ہے، کچھ بھی ہے۔ تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ، یہ نہ دیکھو کہ دنیا کا نقصان ہے یا نفع ہے، جس طرح وہ ایمان لائے ہیں۔

○ ..... تو اب آپ سے عرض ہے کہ معیارِ حق کس کو کہتے ہیں؟ کہ جس کسوٹی سے حق ملے، تو اب اگر صحابہؓ سے حق نہیں ملتا، تو یہ کیوں فرمایا گیا کہ جس طرح وہ ایمان لائے، اس طرح ایمان لاؤ؟ تو اب ایمان کے لیے معیارِ حق ہوگئے ناں؟ کہ اُن جیسا ایمان ہوگا تو ایمان مقبول ہوگا۔ اُن جیسا ایمان نہیں ہے تو تمہارا ایمان مقبول نہیں ہے۔ معیارِ حق کا معنیٰ ہی یہی ہے۔ اس کو سُنّی سمجھتا تو جس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم معیارِ حق نہیں ہیں، وہ سمجھتا کہ یہ اسلام کا نہیں ہے۔ سمجھتا کہ اس نے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے، دیکھو ناں! یہ جو آیتیں ہیں ان کو کیوں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں، قیامت تک کے لیے لکھ دیا ہے کہ اُن کو فرمایا کہ بگاڑ نہ کرو؟ وہ کہتے ہیں ہم اصلاح والے ہیں۔ آخر ضرورت کیا تھی؟ تاکہ آئندہ ایسے حالات پیدا ہوں تو تمہیں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ اور یہ کیوں کہا گیا کہ ایمان لاؤ جیسے دوسرے ایمان لائے؟ یہ اسی لیے ناں کہ جب اُس وقت کے، ایمان کے مدعیوں کو کہا گیا کہ جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اس طرح ایمان لاؤ۔ تو آج ہم نے نہیں کہنا کہ جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان ہے اس طرح ایمان لاؤ؟

○ ..... عجیب بات ہے کہ حضور ﷺ موجود ہوں۔ حضور ﷺ کے سامنے ایک آدمی اقرار کرتا ہے کہ میں ایمان لایا، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دل سے مومن نہیں، یہ ایماندار اُس وقت ہوگا کہ جس طرح حضور ﷺ کے اصحاب سچے مومن، ایمان لائے ہیں، اُس طرح ایمان لائیں۔ تو جب حضور ﷺ کے وقت بھی یہ صحابہؓ معیارِ حق ہیں تو آج نہیں ہوں گے؟ آج تو اور زیادہ ہوں گے، اُس وقت تو اشارے کی ضرورت تھی اور حقیقت یہ ہے کہ کئی علماء تک نہیں سمجھتے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، بس ایک ہڑبونگ ہے چلو جی، چلو جی اس طرف۔ آدمی کو پتہ نہیں۔ تم نے اپنا ایمان بچانا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معیارِ حق منوا کر؟ یہ تو پہلے سپارے کی صاف آیتیں ہیں اور ایسا مضمون ہے کہ آج اس کا سمجھنا، سمجھانا ضروری ہے اس معاشرے اور ماحول میں۔ اللہ تعالیٰ اُن بگاڑ کرنے والوں اور فساد

کرنے والوں کے لیے فرماتے ہیں کہ بھئی! ایمان لانا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لاؤ۔ اصلاح کرنی ہے تو اُن کی طرح اصلاح کرو، زبان سے تم مصلح بنتے ہو، اور ہو تم مفسد۔ آج اگر ہم اسی اصول کو سامنے رکھ کر تبلیغ کریں، صحابہ رضی اللہ عنہم کو منوائیں تو ان آیتوں کی پیروی ہوگی کہ نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو دلائل سے کتاب وسنت کی روشنی میں، جو اللہ کی حکمت تھی تیسرے گروہ کے تذکرے میں کہ اس طرح ایمان لاؤ جس طرح صحابہ ایمان لائے ہیں، آج اگر تبلیغ میں، تدریس میں، تعلیم میں، تحریر وتقریر کے لحاظ سے، اگر ہم ان آیات کی روشنی میں یہ کہیں کہ بھئی! اسلام چاہتے ہو تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسلام لاؤ، اسلامی نظام چاہتے ہو تو صحابہؓ کا اسلامی نظام لاؤ۔ اگر کوئی صحابہؓ کا نام ہی نہ لے تو نظام کہاں سے لائے گا؟ جب ایمان صحابہؓ کی طرح لانے کا حکم ہے اور ایمان کے بعد جو اسلام کا نظام ہے، وہ صحابہؓ کے خلاف ہوگا؟ یا صحابہؓ کا نام نہ لیا جائے تو وہ آجائے گا۔

○......شیخ العرب والعجم حضرتِ مدنی رحمہ اللہ نے اس پر کتاب لکھی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کیوں معیارِ حق ہیں؟ بات قرآن کی تھی، بات اسلام کی تھی، لوگوں نے اس کو نظر انداز کر دیا اور حضرت نے باوجود اتنی مشغولیت کے، حضرت مدنی رحمہ اللہ کے جو مشاغل تھے، وہ تو بس علماء حیران تھے کہ یہ خدا جانے اللہ تعالیٰ نے کیا شخصیت بنائی ہے؟ لیکن پھر بھی فتنہ کو فتنہ سمجھا اور ''مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت'' کتاب لکھی، چھپی ہوئی ہے۔ اس میں یہی مسئلہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں، مودودی صاحب نے دستور میں لکھا کہ معیارِ حق نہیں۔ حضرتؒ نے سمجھایا علماء کو، خطوں میں، مضمونوں میں، دلائل دیئے کہ معیارِ حق کا معنیٰ کیا ہے؟ پڑھو، بات قرآن کی ہے۔

○......اور یہاں تین گروہوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ اسی سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک مومنین تھے، جو اصحابؓ ہیں، جو اُن کو منافق کہتا ہے وہ خود منافق ہے، اور ایک اُس وقت کھلے کافر تھے اور ایک درمیان درمیان تھے، ان کے اندر نفاق تھا، تو ان کو جو کہا جاتا ہے کہ ماننا ہے تو صاف جس طرح صحابہ کرامؓ ایمان لائے، کتنی صاف بات ہے؟ تو آج ہم اگر کہیں کہ جس طرح صحابہؓ نے نظامِ حکومت چلایا، جو صحابہؓ کا عقیدہ تھا، جو صحابہؓ کی زندگیاں تھیں ان کو اپنے سامنے معیار

بناؤ۔ اُن پر اپنے آپ کو تولو، اپنے نظام کو تولو۔ اپنے اعمال، کردار کو تولو، تو یہ آج اسلام کی خدمت ہوگی کہ نہیں؟ اس کے بغیر تو اسلام ہے ہی نہیں۔

○......دوسری بات! وہ منافقین کیا جواب دیتے جب اُن کو کہا جاتا کہ دوسرے لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح ایمان لائے، تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ۔ تو کہتے ہیں ''اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ'' ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح یہ بے وقوف ایمان لائے؟ یعنی اُس وقت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن ایمان کا دعویٰ کرتے تھے، کہتے تھے استغفر اللہ نقلِ کفر کفر نباشد کہ یہ جو ہیں بے عقل، کم عقل، ان کو تو پتہ ہی نہیں۔ ''اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا، خبردار! اچھی طرح سُن لو۔ اصل کم عقل، بے وقوف یہ خود ہیں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو سفہاء کہے وہ خود ہے۔ سمجھو لو! جو بھی صحابہ کو جس طرح کہے وہ اسی طرح خود ہے۔ بھئی! اللہ نے جواب دیا۔ یہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنا جواب نہیں۔ منافق ایمان کے منکر نہیں بن رہے۔ سمجھ لو! یہ نہیں کہتے کہ بھئی! ہم اسلام کو نہیں مانتے۔ ان کو کہا جاتا ہے، بھئی! ''اٰمَنَّا'' کہو جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اٰمَنَّا کہتے ہیں، دل سے بھی کہتے ہیں، داؤ پیچ، فریب نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں یہ تو کم عقل ہیں، نعوذ باللہ! بیوقوف ہیں، یہ کیا جانیں؟ یہ تو دنیا کا گھاٹا اُٹھا رہے ہیں، ہر ایک کو دشمن بنا رہے ہیں، یہ اس بنا پر کم عقل ہیں، ہم تو ہر ایک کو راضی کرتے ہیں۔ دنیا کا نفع اٹھاتے ہیں، عزت بناتے ہیں، ان کو دیکھو، کہ وہاں مکّہ سے نکلے، تکلیفیں اٹھا رہے ہیں، بھوکیں کاٹ رہے ہیں۔ دنیا دار یہی کرتا ہے ناں؟ اسلام کے لیے تکلیف اٹھاؤ، کہتا ہے بے عقل ہیں، معلوم ہوا کہ دشمن کی نگاہ میں تم بے عقل بنو تو شائد اللہ کے ہاں تم عقل مند ثابت ہو؟ ایمان کے مدعی اسلام کا اقرار کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ تو کم عقل لوگ ہیں۔ واقعی دنیا دار اُس کو کم عقل ہی کہتے ہیں ناں کہ جو ہر شئے قربان کردے؟ لیکن اسلام اس کے بغیر آتا نہیں؟ ''اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ'' لیکن جانتے نہیں، اس کے نتیجے کو اپنی کم عقلی کو جانتے نہیں، دنیا کا نفع کیا ہوگا؟ ابھی سے ذلیل، بے وقار ہو رہے ہیں، نہ مسلمانوں کا اعتماد، نہ اُن کا۔ آدمی کو صاف ہونا چاہیے تاکہ دوسرے کو پتہ لگ سکے کہ یہ کون ہے؟

○......''وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ'' اب

بات تو پھیلتی ہے ناں؟ حضور ﷺ کی مجلس میں آتے۔ یا صحابہؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں بھئی! ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، پر ایسا نہیں جس طرح یہ کم عقل لوگ ہیں، انہوں نے تو اپنا سب کچھ ختم کر دیا۔ اب بات کافروں تک پہنچتی ہے، یہودی جو کھلے دشمن ہیں، تو اُن کی نگاہ میں یہ مشکوک ہو جاتے ہیں۔ یہ پوچھتے ہیں کہ تم عجب آدمی ہو، ہمارے پاس آ کے کہتے ہو تمہارے ہیں، مسلمانوں کو نکال دو، وہاں جا کے کہتے ہو ہم تو مومن ہیں، کلمہ پڑھتے ہو؟ ''وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ'' جب علیحدہ خلوت میں اپنے شیطانوں، اللہ نے اُن کو شیطان فرمایا۔ معلوم ہوا انسان بھی شیطان ہوتے ہیں، شیطان کی خصلت ہو، شیطان کا دھوکہ ہو، شیطان وہ ہیں جو کھلے دشمن ہیں، اُن کے پاس جاتے ہیں، تو کہتے ہیں ''اِنَّا مَعَكُمْ'' ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ کافر کہتے ہیں بھئی! تم پھر وہاں کیوں اقرار کرتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں؟ تو کہتے ہیں ''اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ'' بھئی! ہم تو ٹھٹھا کرتے ہیں، اُن کو مطمئن کرتے ہیں، بھئی! ٹھٹھے والا مذاق میں بات یہی کرتا ہے ناں؟ بات اور ہوتی ہے کہتا ہے مذاق کر رہا ہوں۔ ان کو کہتے، ٹھٹھا کر رہے ہیں۔

اب اللہ پاک کیا فرماتے ہیں؟ ''اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ'' یہ جو ٹھٹھا کر رہے ہیں، ان کو یہ پتہ بھی ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے دینا ہے؟ نام اسلام کا لو اور ٹھٹھا کرو اسلام والوں ہی سے کہ جنہوں نے اسلام کے لیے سب کچھ قربان کیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح یہ ٹھٹھا کر رہے ہیں ناں مطلب یہ ہے کہ اسلام کا نام لے کر دھوکہ دے رہے ہیں، تو اس اسلام سے ان کو اگلے جہان میں فائدہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی جواب ایسا ہی ہے جیسا کہ ٹھٹھا ہو رہا ہے۔ یاد رکھو! عربی محاورے میں یہ طرزِ کلام ہوتا ہے۔ اللہ کا استہزاء جو ہے وہ یہ نہیں ہے کہ جس طرح ہم کرتے ہیں، وہ تو اُن کے جواب میں ہے کہ جس طرح تم اسلام کا نام لے کر کر رہے ہو، تمہیں اسلام کا فائدہ نہیں ہوگا۔ آخر میں تم جہنم میں جاؤ گے۔

○...... ''وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ'' اس منافقت، استہزاء اور فریب دہی کی وجہ سے اللہ اُن کو فرماتے ہیں ''اور ڈھکیل دیتے ہیں عذاب میں''۔ پھر ہوش نہیں رہتی کہ ہم کدھر جا رہے ہیں؟ یاد

رکھو! جس وقت احساس ختم ہوجائے، سمجھو یہ عذاب الٰہی ہے۔" اللہ ان کو دھکیلتا ہے اس میں ، یَمُدُّهُمْ طغیان سرکشی میں، "یَعْمَهُوْنَ "کس کو کہتے ہیں؟ دل کے اندھے، تو ہیں یہ بھی کافر، اور وہ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اسلام کو نہیں مانتے، لیکن یہ خطرناک ہیں، ان سے دھوکہ ہوسکتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو! ان کی چالوں، ان کے فریب اور دھوکے سے تم بچو، تا کہ اسلام کی راہ میں جو رکاوٹیں ہیں وہ دُور ہوتی جائیں۔

○......اب بات جو سمجھنی ہے، بڑی ضروری ہے "اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى "فرمایا، دو چیزیں ہیں ایک ہدایت اور ایک گمراہی۔ ہدایت یہ ہے کہ بھئی! اللہ کی راہ پر صحیح چلو، گمراہی اس کے خلاف ہے۔ یہ منافق جو ہیں یہ سودا کر رہے ہیں کہ انہوں نے زبان سے اقرار کر لیا تھا، لیکن یہ دنیاوی مفاد اور دنیا کی دولت اور عزت کی محبت میں ڈوب گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ اچھی تجارت ہے، اسلام کا نام لے کر مسلمانوں سے بھی فائدہ اٹھاؤ اور کافروں سے بھی دشمنی نہ مول لو، کیونکہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔ یہ تجارت ہے ناں؟ تجارت میں کیا ہوتا ہے؟ نفع لینا، گھاٹے سے بچنا۔ فرمایا! انہوں نے ایسی تجارت کی ہے کہ گمراہی لے لی ہے، ہدایت دے دی ہے۔ اپنی طرف سے تو وہ کہتے ہیں ناں کہ ہم بہت ہوشیار ہیں، لیکن ہدایت کے بدلے گمراہی لے لی، بھئی! اسلام کا نام لے کر ہدایت پر چل سکتے تھے ناں؟ ہدایت چھوڑ دی، گمراہی لے لی۔ یہ سودا جو ہے، یہ آخرت میں گھاٹے کا ہے۔ یہاں بھی ذلت اور رسوائی ہے۔

"فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ "اُن کی تجارت نے اُن کو کوئی نفع نہیں دیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نفع میں ہیں لیکن فرمایا! یہ تجارت بڑے گھاٹے کی ہے، کہ ہدایت مل رہی ہے۔ ہدایت نہیں لیتے، حضور ﷺ کے دامن سے وابستہ نہیں ہوتے۔ صحابہؓ کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتے۔ دنیاوی چالوں سے، تم گمراہی خرید رہے ہو۔ ہدایت چھوڑ کر۔ یہ ہوشیاری نہیں ہے، کم عقلی اور بدبختی ہے۔ "فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ "اُن کی تجارت نے ان کو کوئی نفع نہیں دیا۔ "وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ "اور نہ ہی صحیح راہ پر چلنے والے بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ دے عمل کی توفیق نصیب ہو۔

چراغِ ہدایت

ارشادات و کمالات

عنوان و ترتیب	ماخوذ از مکتوبات
حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جو مصارف میری طلب پر ہوں اُن کا لینا ضروری ہے

نوٹ: یہ مکتوبِ گرامی جناب مولانا اسد اللہ صاحب بگراسی ضلع بلند شہر کے نام ہے۔ نینی جیل الہ آباد سے لکھا گیا ہے۔

مرسلہ اشیاء حسب تحریر پہنچ گئیں۔ سنتروں اور انار کے پہنچنے کا مزید شکریہ۔ آپ نے نہ صرف ان میوہ جات پر صرف فرمایا ہے بلکہ آمد و رفت بھی زیر بار ہوئے ہیں۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ مالی بار آپ نہ اٹھائیں۔ صرف جسمانی تکلیف فرمائی پر اکتفاء کریں۔ جو خرچہ آمد و رفت میں ہوا ہے اور مصارف ان میوہ جات پر پڑے ہیں، ان کو بلا کم و کاست قاری اصغر علی صاحب دیوبند کو لکھ کر وصول فرمالیں، ان کے پاس میرا حساب ہے اور روپے موجود ہیں۔ جو چیز اور مصارف میری طلب پر ہوں ان کا لینا ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ نے نہایت اخلاص اور ہمدردی سے یہ احسان فرمایا ہے۔ مگر قاعدہ ہے کہ طلب پر جو خرچ ہو اس کو ضرور وصول کیا جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۴۶)

جیل میں ملاقات کا قاعدہ

توکل حسین صاحب کی ملاقات اسپیشل تھی، ان کو معلوم تھا کہ اب باقاعدہ مہینہ میں ایک ملاقات ہوسکتی ہے لیکن باقاعدہ دریافت نہیں کیا گیا کہ فلاں شخص ملنا چاہتا ہے تو بھی اس کو چاہتا ہے یا نہیں۔ بوقت ملاقات میں نے آفس جیل کا نمبر ا کے جیلر سے احتجاج کیا اور کہا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا کیوں نہیں۔ میں اپنے لڑکے اور بھیجتے کو لکھ چکا ہوں وہ آئیں گے، تو خالی جائیں گے اور بہت زیر بار ہوں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ اسپیشل ملاقات ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ان سے بھی ملاقات ہو جائے۔ اس لیے آپ ان کو لکھ دیجیے کہ اگر فرصت ہو تو اسعد (مولانا اسعد مدنی) مولوی فضل الرحمن

(برادر نسبتی)، مولوی حمید الدین (بھانجے، سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند) اور اگر ریحانہ (بڑی صاحبزادی مرحومہ) کی صحت اور قوت مساعد ہو تو وہ بھی آجائیں۔ دس بجے صبح سے گیارہ بجے کے اندر اندر جیل کے دروازہ پر پہنچ کر ملاقات کی عرضی دیں۔ اور اس میں یہ ظاہر کریں کہ ہم فلاں شخص کے رشتہ دار ہیں۔ اور ہمارا یہ رشتہ ہے۔ اس لیے حسب قانون ہماری ملاقات ہونی چاہیے۔ مولوی حمید بھانجے ہونے کے علاوہ دوسرے رشتوں کو بھی ذکر کریں۔ اور یہ عرضی اندرون دروازہ پر کانسٹبل ہو اس کو دیدیں۔ وہ حسب ضابطہ کارروائی کرے گا۔ میں اس سے کہہ دوں گا اور اگر کوئی افسر یہ کہے کہ اس کی ملاقات تو کل حسین سے ہوچکی ہے تو یہ کہہ دیں کہ وہ تو اسپیشل ملاقات تھی۔ وہ بغیر بلائے قریب سے آئے تھے۔ ہم تو بلائے ہوئے دور دور سے آئے ہیں۔ آپ خود (حسین احمد) سے دریافت کرلیں اور اگر اس پر بھی کوئی چوں و چرا کرے تو کہہ دیں کہ آپ آفس جیلر سے دریافت کرلیں۔ (میں ان سے تذکرہ کرچکا ہوں) اور اگر اس پر بھی کچھ چوں و چرا ہو تو کہیں کہ اب تو ہم آگئے ہیں اور بہت خرچ کر کے آئے ہیں اب ملاقات اگلے مہینہ کے حساب میں کروا دیجیے اس مہینہ میں کوئی ملاقات مت کرائیے گا۔ ان شاء اللہ ملاقات ہو جائے گی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۳۷)

آپ کا رمضان کے لیے مبارکپور میں قیام کا حکم فرمانا عجائب میں سے ہے

نوٹ: یہ مکتوب گرامی مولانا عبدالرشید صاحب مجاز حضرت مدنی (مبارکپور بہار) کے نام ہے۔

آسام سے واپسی پر جو سلسلہ بیماری کا مئو سے شروع ہوا تھا وہ اب تک چلا آرہا ہے۔ اب سفر مدراس میں وجع الفواد کی طرف بدل گیا ہے مدراس سے واپسی کے بعد سے اسی کے ڈاکٹری پھر یونانی علاج میں مبتلا ہوں۔ تعلیم و تدریس، آمد و رفت وغیرہ سب بند ہے۔ تقریباً ڈیڑھ مہینہ ڈاکٹری علاج رہا۔ اس سے نفع نہ ہونے کی بنا پر یونانی علاج شروع کیا گیا۔ اب وہی چل رہا ہے۔ متعدد عاملوں کی تشخیص سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سحر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ازالہ سحر کا عمل بھی جاری ہے۔ بحمد اللہ نفع ظاہر ہو رہا ہے۔ کل ۲۰ ربیع الاول سے باہر بھی آنا شروع کردیا ہے۔ مگر صرف باہر کے صحن تک جہاں عصر کے بعد بیٹھا کرتا ہوں۔ مسجد نہیں جاسکتا۔ امید قوی ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ہفتہ، عشرہ میں اس کی بھی طاقت اور اجازت ہو جائے گی۔ تقریباً دو ماہ نقل و حرکت بالکل بند رہی۔ معالجین کا سخت تقاضا اور اصرار یہی تھا اور ہے وہ کہتے ہیں کہ اس مرض کا علاج یہی ہے کہ مکمل آرام کیا جائے۔ کسی قسم کی

حرکت جسمی بلکہ ذہنی بھی عمل میں نہ لائی جائے اور نہ لوگوں سے زیادہ گفتگو کی جائے۔ دوائیں اور پرہیز جاری ہے۔ تعلیمی حرج کی وجہ سے مولانا فخر الدین صاحب (شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد) سے عرض کیا گیا۔ موصوف نے زحمت فرمائی۔ اور ایک ماہ کی رخصت لے کر دیوبند تشریف لے آئے۔ اب وہی بخاری شریف دونوں جلد پڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید قوی ہے کہ ماہ ربیع الثانی کے اوائل میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ دروس متعلقہ کو انجام دے سکوں۔

آپ کا رمضان المبارک کے لیے مبارک پور بہار کا حکم فرمانا عجائب میں سے ہے۔ اب اس مرض کے بعد اولاً کسی دوسری جگہ کا قصد ہی غیر ممکن ہے اور اگر ہو بھی تو اہل گجرات و سورت وغیرہ اور اہل بانسکنڈی آسام سب سے زیادہ مقدم ہیں۔ اور سب سے تقدم تو ٹانڈہ (فیض آباد) کو ہے۔ مکان کی اصلاح اور آبادی وہاں کے رہنے والے پر موقوف ہے۔ وہاں دور کے مہمانوں کے لیے بھی مسافت متوسط ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۵۰)

مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغ کے وصال پر تعزیتی خط

نوٹ: یہ مکتوب گرامی بانی تبلیغ مولانا محمد الیاس صاحب مرحوم کی تعزیت کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ بستی حضرت نظام الدین دہلی کے نام ہیں۔

وما کان قیس ھلکه ھلك واحد ولکنه بنیان قوم تھدما

میرے عزیز محترمی، سلمکم اللہ علی اعلیٰ درجات الرضوان والقرب آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جب کہ میرا قلب ان آرزوؤں اور امیدوں سے بھرا ہوا تھا، جن کو میں مولانا محمد الیاس صاحب کی ملاقات سے حاصل کرنے کا شرف حاصل کرتا اور احوال حاضرہ ان کی تقریب کی خوشخبری دے رہے تھے۔ ناگاہ اخبار انصاری نے یکایک مایوسی اور حزن و ملال سے مبدل کر دیا۔ دل پر سخت چوٹ لگی۔ یقیناً مولانا کے لیے تو شادمانی کا سامان ہے۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب، ان اولیاء اللہ لا یموتون بل من دار الی دار ینقلون۔ آج مرحوم کے لیے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا سماں ہے جو کہ فرماتے ہیں: غدا نلقی الاحبة محمدا۔ مگر ہم ناکاروں کے لیے ایسے ظل رحمانی کا اٹھ جانا سخت سے سخت جانکاہی کا موجب ہے۔ جب کہ ہم اجانب اور دور

افتادوں کا یہ حال ہے تو مرحوم کے متوسلین اور خصوصی اعزہ و اہشال کا کیا نہ ہوگا۔ مگر میرے عزیز حضرات: ہم کو ہر قدم پر قرآنی ہدایات اور سنن نبوی اور اسلاف کرام رحمہم اللہ کے طریق کا اتباع کرنا اشد ضروری ہے۔ قدرت کی آنکھیں ہم سے اسی کی طلبگار ہیں:

﴿ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ، وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَوَالْأ والانفس ﴾ (الایہ)

مجھے قوی امید ہے کہ آپ اور دوسرے اعزہ و احباب اس امتحان میں نہ صرف پاس ہوں گے بلکہ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری حاصل کریں گے۔ مرحوم ہمارے درمیان میں ودائع خداوندیہ میں عزیز ترین ودیعت تھے۔ مالک نے ہم سے واپس لے لیا۔ اس لیے شکریہ کا موقع ہے نہ کہ حزن و ملال کا۔

وما المال والاهلون الا ودیعة

ولا بد یوما ان ترد الودائع

میرے عزیزو! اگرچہ ہمارے اسلاف کرام نے منہاج قدیم پہلے سے مشعل کے طور پر مہیا کردیا تھا۔ مگر مرحوم نے اس کی تجدید اور بہترین تجدید کردی ہے۔ ہماری جدوجہد اور نصب العین وہی ہونا چاہیے اور آپ کو بعزم راسخ تہد الجبال میدان میں ڈٹے رہنا چاہیے۔ اور نعم الخلف کا طرۂ امتیاز حاصل رہنا چاہیے۔ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا سْتَكَانُوْا۔ کا مظاہرہ قول و عمل سے ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے۔ میں جانتا ہوں کہ میرا کچھ عرض کرنا حکمت بلقمان آموختین و مشعل بآفتاب نمودن کے مرادف ہے۔ اور ممکن ہے کہ خدا بارگاہ کو ناگوار خاطر بھی گزرے مگر حسب ارشاد وذکر فان الذکری تنفع المومنین تذکیر کی جسارت کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا صاحب) ادام اللہ ظلہٗ علینا اور اہلیہ محترمہ اور دیگر اعزہ و احباب کی خدمت عالیہ میں بھی تاکید صبر و شکر مع سلام اور استدعاء دعوات صالحہ پہنچا دیں۔ عظم اللہ اجرکم وغفر ذنوبکم وخلف علیکم بخیر، آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۵۴)

ابطالِ باطل قسط:66

ماہ نامہ ''افکار العارف لاہور'' کے جواب میں

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں، امام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے ''ھدیۃ الشیعہ'' میں، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے ''ھدایۃ الشیعہ'' میں یا دیگر زعماء و اکابرین اسلام نے اپنی اپنی تحقیقات میں ''حدیث ثقلین'' پر بحث کرتے ہوئے حدیثِ مذکور کے بعض الفاظ، اسناد یا اس سے استدلال و استنباط کا کُلّی انکار نہیں کیا، بلکہ صرف اور صرف شیعی مزعومات کی تردید کی ہے کیونکہ امامی لوگ اس حدیث سے اہلِ بیت رسول ﷺ کی طرف اپنا خانہ ساز دفتر منسوب کر کے اصحابِ رسول ﷺ کی تکفیر وتوہین کرتے ہیں۔ بلکہ خود امامی ترجمان اسلاف اہل سنت کے حوالہ سے اقرار کر رہے ہیں کہ

> ''مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ حدیث ثقلین کے ذیل میں بڑی شد و مد سے لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو سُنی، شیعہ دونوں باتفاق برسروچشم رکھتے ہیں اور اس کے حدیث ہونے کے قائل ہیں۔'' (افکار العارف صفحہ نمبر ۴۹، نومبر ۲۰۱۴ء)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے بالکل بجا فرمایا ہے، اور سبھی اہل سنت یہی کہتے، لکھتے آ رہے ہیں اور بعینہ یہی کچھ علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ اپنے اکابرین کی اتباع میں نظریہ رکھتے تھے، مگر آپ کو اصل تکلیف حضرت لکھنوی رحمہ اللہ کی اُن علمی ضربوں سے ہے جنہوں نے امامی علماء کو برصغیر میں سر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا، وگرنہ اس امر کا اعتراف تو آپ خود کر رہے ہیں کہ اہل سنت کے ہاں یہ حدیث معتبر ہے اور لائق قبول ہے تو بھلا علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کو کیا مجال تھی کہ وہ امامیہ دشمنی میں العیاذ باللہ حدیثِ رسول ﷺ کا ہی انکار کر دیتے! اگر ہمارے ہاں قبول وعدم قبول کا یہی معیار ہوتا تو ''ھدایۃ الشیعہ'' میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں علامہ الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ یا ''ھدایۃ الشیعہ'' میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ بھی وہی کچھ لکھتے جو آپ اپنی جہالت اور

مذہبی جنونیت وغباوت کی بنیاد پر علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کی طرح منسوب کر رہے ہیں۔ معروف شیعہ عالم ڈاکٹر موسیٰ موسوی نے بالکل بجا لکھا ہے کہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں لکھی گئی شیعہ کتب کے راویوں کی روایات کا جائزہ لیا جائے تو یہ افسوسناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ شیعہ راویوں میں سے ایک بڑی تعداد نے اسلام کی تصویر بگاڑنے کی جسارت کی ہے، اُنہی راویوں کی کارستانیوں کو آگے چل کر علامہ نصیر الدین طوسی، علامہ باقر مجلسی اور بالخصوص علامہ قاضی نوراللہ شوستری نے مزید اپنی ملمع سازیوں سے امامیوں کو بے وقوف بنایا اور اب وہی چبے چبائے لقمے ہمارے حریف کے دانتوں تلے دادِ تحقیق پا رہے ہیں۔ ویسے تو اس عنوان پر بہت کچھ شائع ہو چکا ہے، تاہم چند اہم و نادر تحقیقات میں سے ایک کتاب ''قاضی نوراللہ شوستری کا تجاہل عارفانہ'' ہے جو کم و بیش چار سو صفحات پر مشتمل توفیق احمد قادری امروہوی نے تصنیف کر کے ''نیشنل بکڈ پو امروہہ'' سے شائع کی ہے۔ اس کے اندر امامی علماء کے مرضِ تلبیس کی تشخیص کر کے اُن کو انہی کے بُنے ہوئے جالوں میں پھنسا دیکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ کس قدر بددیانت، خوف خدا سے عاری اور کذب و دجل کے دلدل میں پرورش پا رہے ہوتے ہیں۔ بہر کیف ''حدیثِ ثقلین'' کے انکار کا جو الزام امام اہل سنت علامہ لکھنوی علیہ الرحمۃ پر لگایا گیا ہے، ہم نے اس کا تسلی بخش جواب گذشتہ اور گذشتہ سے پیوستہ مضامین میں پیش کر دیا ہے اور ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' کے تحت اس امر کی نقاب کشائی بھی کی ہے کہ ہمارے مخاطب موصوف جوشِ امامیت میں جو طعن وارد کرتے ہیں اپنی اگلی چند سطور میں خود ہی اس کے متضاد عبارات پیش کر دیتے ہیں، اور تضادات کی انہی بھول بھلیوں میں وہ اپنا وقت نہایت مشکل سے کاٹ رہے ہیں کیونکہ ان کا طبعی اضطراب دن بہ دن ان کے انجر پنجر ڈھیلے کرتا صاف دکھائی دے رہا ہے۔

آیت ''اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ'' الخ کی تفسیر، انگوٹھی والا واقعہ، اور امامی ترجمان کا مہملہ!

ہر وہ بات جو کسی کی حماقت، جہالت، سفاہت اور حق سے بغاوت کو ظاہر و اظہر کرے وہ ''مہملہ'' کہلاتی ہے۔ ہم یہاں قدرے افسوس کے ساتھ اپنے حریف کی ایک لاف و گزاف کو ''مہملہ'' لکھنے پہ مجبور ہو رہے ہیں جب امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ عبدالشکور لکھنوی پر ''حدیث ثقلین'' کے حوالہ سے ہمارے مخاطب موصوف سے کوئی معقول اعتراض یا علمی نقد وارد نہ ہوسکا تو انہوں نے ایک اور موضوع چھیڑ کر اپنے دل ناداں کی تسلی کا سامان کرنے کی کوشش کی مگر وائے افسوس کہ علامہ

لکھنوی رحمہ اللہ کے مقام تحقیق کے سامنے ان کا یہ قال مقال بھی ٹھہر نہ سکا، بس یہی علامہ لکھنویؒ کا طغراءِ سعادت ہے جس نے متحدہ ہندوستان میں علامہ مفتی قلی خان سے لے کر علامہ حائری تک تمام امامی علماء کی پشتوں پر شرمندگی کا نشان چھوڑ دیا۔

اے مجمعِ بحرینِ دِلت، عدل وکرم را — واے مطلع سعدین دَرَت علم وعَلَم را
از فیضِ تو خون خشک شدہ درتنِ حاتم — دزِ علم تو ترشدہ عرب وعجم را

علامہ لکھنویؒ نے "یازدہ نجوم" میں ایک یہ بات بھی برسبیل تذکرہ علامہ ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے فرمائی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب انگوٹھی والے واقعہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے تو اس پر امامی ترجمان غیظ وغضب اور محبتِ اہل بیتؓ کے جعلی نعروں کی گونج میں یوں رقمطراز ہوتے ہیں۔

"سلفی صاحب جیسے لوگ انہیں "امام اہل سنت" اور نجانے کیا کیا القابات سے نوازتے ہیں، اُن کی اندھی تقلید میں خود بھی اور دوسروں کو بھی گمراہ کررہے ہیں، رہا انگوٹھی والی روایت کے متعلق، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیتِ ولایت انما وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ الخ جو حضرت امیرالمومنین کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے، سے انکار جہالت پر مبنی ہے جب کہ صحیح روایات میں آیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے بحالتِ نماز ورکوع میں ایک سائل کو انگوٹھی صدقہ میں دی۔ اس سلسلہ میں ایک صحیح السند حدیث حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ان الفاظ میں مروی ہے حدثنا هناد بن سری قال حدثنا عبدة عن عبدالملك عن ابی جعفر قال سالته، عن هذه الأيته اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ...... انها نزلت فی علی بن ابی طالب (اسناد صحیح) ملاحظہ ہو "تفسیر ابن جریر جزء ۶، صفحہ نمبر ۱۸۶" اسی طرح "حسن" درجے کی روایت بھی موجود ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں علی بن ابی طالب مر به سائل وهو راكع فی المسجد فاعطاء خاتیه، اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا رکوع کی حالت میں سائل کو انگوٹھی دینے کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح مقاصد جلد نمبر ۲، ص ۳۷۰ میں لکھا ہے کہ اس امر پر اتفاق ہے کہ آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ عبدالشکور لکھنوی صاحب اس آیت کے نزول درشانِ علی کا اس لیے انکار کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی خلافت

پر دلالت کرتی ہے۔" (افکارِ العارف صفحہ نمبر ۴۹، شمارہ نمبر ۶ جلد نمبر ۱۱)

تبصرہ

پارہ نمبر ۶، سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۵ ملاحظہ فرمائیں۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ۔

ترجمہ: "تمہارا رفیق تو وہی اللہ، اس کا رسول ﷺ اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز پہ قائم ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور عاجزی کرنے والے ہیں۔"

اس آیت سے گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی رفاقت اور تعلقات باہمی سے ایمان والوں کو منع کیا ہے، زیر بحث آیت میں بتایا گیا ہے کہ تعلقات، رشتۂ محبت ومودت اور معاملات وغیرہ کے لیے حقیقی حق دار خود اللہ تعالیٰ کی ذات، نبی علیہ السلام کی ہستی اور اہل ایمان ہیں۔ اس آیت کے شانِ نزول میں سنی وشیعہ ہر دو مذاہب کے علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً علامہ محمود آلوسی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کی قوم اور قریبی متعلقین نے ان کے ساتھ طعام وکلام اور ربط وسلام منقطع کر دیا، یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ طبعی طور پر پریشان ومغموم ہوئے تو مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی، علامہ سید محمود آلوسیؒ کے علاوہ شیعہ مذہب کے مفسر علامہ طبرسی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ نَزَلَتْ فِيْ عبدِاللّٰه بنِ السَّلامؓ وَاصحابه لَمَّا اَسْلَمُوْا فَقَطَعَتِ الْيَهُوْدُ مَوَالَاتِهِمْ۔ (اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ والی آیت (بروایت کلبی) حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور اُن کے رفقاء کے متعلق اتری جب وہ قبولِ اسلام سے مشرف ہوئے اور بعد از قبولِ اسلام یہودیوں نے اُن سے تعلقات ختم کر دیئے تھے)۔

علاوہ ازیں علامہ طبرسی نے اس روایت کا بھی اضافہ کیا ہے کہ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بن سَلَام اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْنَ اِلٰى رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لُقُوْا مِنْ قَوْمِهِمْ بَيْنَهُمْ يَشْكُوْنَ اِذْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الاية الخ۔ (حضرت عبداللہ بن سلامؓ اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ بارگاہِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور اپنی برادری سے ملنے والی تکالیف کی شکایت کی، تو شکایت کے دوران ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ (مجمع البیان جلد نمبر ۲ ص ۲۱۰، ص ۲۱۱)

نیز قبیلہ ''بنو قینقاع'' سے تعلق توڑنے اور اہل اسلام سے اظہار و محبت و الفت کرتے ہوئے جب حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ایمانی جذبات پیش کیے تو اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا، علامہ ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر کے اندر، نیز بعد کے لاتعداد مفسرین کرامؒ، مثلاً علامہ شبیر احمد عثمانیؒ وغیرہ نے بھی اسی واقعہ کو مذکورہ آیت کا شانِ نزول قرار دیا۔

اور تیسری بات قابل غور ہے، اللہ کریم نے اہل ایمان کا تذکرہ فرما کر ان کی تین اہم صفات کو بیان فرمایا یعنی ① اقامتِ صلوٰۃ ② اداءِ زکوٰۃ ③ اور عجز و انکسار۔ یہاں ''زکوٰۃ'' سے مراد صرف فرضی زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ مطلقاً صدقات و خیراتِ نافلہ بھی مراد ہیں۔ اسی طرح راکعون میں لفظ رکوع بھی بعض کے نزدیک اصطلاحی ہے اور بعض کے نزدیک لغوی معنی میں ہے یعنی تواضع اور عاجزی! اس راکعون کی تفسیر و تشریح میں بعض روایات کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق واقعہ آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بحالت نماز، رکوع کے اندر ایک سائل کو انگشتری دی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''اور بعض روایات میں ہے کہ یہ جملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے ایک خاص واقعہ کے متعلق نازل ہوا ہے، وہ یہ کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ نماز میں مشغول تھے جب آپ رکوع میں گئے تو کسی سائل نے آکر سوال کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اسی حالت رکوع میں اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر اس کی طرف پھینک دی۔ غریب فقیر کی حاجت روائی میں اتنی دیر کرنا بھی پسند نہیں فرمایا کہ نماز سے فارغ ہو کر اس کی ضرورت پوری کریں، یہ مسابقت فی الخیرات اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند آئی اور اس جملہ کے ذریعے اس کی قدر افزائی فرمائی گئی۔
>
> اس روایت کی سند میں علماء و محدثین کو کلام ہے، لیکن روایت کو صحیح قرار دیا جائے تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی گہری دوستی کے لائق نماز و زکوٰۃ کے پابند عام مسلمان ہیں اور ان میں خصوصیت کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس دوستی کے زیادہ مستحق ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری صحیح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاہُ یعنی میں جس کا دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں۔ بہر حال آیت مذکورہ کا نزول خواہ اسی واقعہ کے متعلق ہوا ہو مگر الفاظ آیت کے عام ہیں جو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سب مسلمانوں کو شامل ہیں، از روئے حکم کسی فرد کی خصوصیت نہیں۔ اس لیے جب کسی نے امام باقر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اس آیت میں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے کیا حضرت علی کرم

اللہ وجہہ مراد ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی مومنین میں داخل ہونے کی حیثیت سے اس آیت کا مصداق ہیں۔'' (تفسیر معارف القرآن جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۷۸)

اب امامی علماء کی حد درجہ نالائقی کا نظارہ کیجیے کہ یہ آیت پڑھتے ہوئے انگوٹھی والا واقعہ بیان کرتے ہیں اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا استدلال کر لیتے ہیں یعنی آیت کا ترجمہ و منشاء کچھ اور ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باختلافِ روایت واقعہ کچھ اور ہے اور نتیجہ ''خلافت بلافصل'' ہے: ذالك مبلغهم من العلم۔ پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کے ہاں سائل کو انگوٹھی ہی دینے پہ بھی اتفاق نہیں ہے کیونکہ علامہ محمد بن یعقوب کلینی لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار مالیت کی ایک قیمتی چادر اوڑھ کر رکھی تھی، جب سائل آیا تو اس نے کہا سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا وَلِى الله ...... تَصَدَّق عَلَى المسكين (آپ پہ سلام ہوا اے اللہ کے ولی، مجھ مسکین کو کچھ دیجیے) فَطَرَحَ الحُلَّةَ اِلَيهِ وَاَوْمٰى بِيَدِهٖ اَنِ احمِلْهَا فانزل الله عزوجل فيه هذه الاٰية (آپ رضی اللہ عنہ نے نماز کی حالت میں وہ قیمتی چادر اس کی جانب پھینکی اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اٹھا لو تب یہ آیت نازل ہوئی)۔ (اصولِ کافی، صفحہ ۲۸۹، کتاب الحجہ)

خلاصہ کلام یہ کہ قطع نظر اس سے کہ آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سائل کو کیا دیا؟ اس واقعہ سے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور عظمت ثابت ہوتی ہے اور فضیلت و عظمت کے اہلِ سنت منکر نہیں ہیں، جبکہ امامی علماء دور کی کوڑیاں لا رہے ہیں کہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صرف خلافت ہی نہیں، بلکہ ''بلافصل'' خلافت ثابت ہو رہی ہے امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ یا اُن سے بہت پہلے محسن الملت شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو کچھ تردید کی ہے وہ شیعی ڈھکوسلوں کی، کی ہے، اور اگر انگوٹھی والے واقعہ یا مذکورہ آیت کے شانِ نزول میں کوئی اختلافی نوٹ دیا ہے، تو وہ پہلے ہی شیعہ و سنی دونوں کے ہاں مختلف آراء موجود ہیں، تو پھر علامہ لکھنوی رحمہ اللہ پر ہی رافضیانہ طعن کیوں؟ ہم یہاں اپنے مخاطب امامی ترجمان سے چند سوالات کرتے ہیں کہ:

(۱) جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیعت کر رہے تھے تو کیا اس وقت بشمول حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی ایک صحابی نے بھی آیت ولایت (انما وليكم الله) کو اپنے دعوی خلافت میں پیش کیا تھا؟ اگر کیا تھا تو حوالہ پیش کیجیے اور نہیں کیا تھا تو وجہ پیش کیجیے؟

(۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باغ فدک طلب کیا، مگر اس نص

قرآنی کی روشنی میں اپنے شوہر کے حق خلافت کی آواز نہیں اٹھائی۔ کیا اُن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نص سے ثابت شدہ خلافت سے بھی زیادہ چند کھجور کے درختوں پر مشتمل باغ عزیز تھا؟ یا ان کو آیت ولایت کے شانِ نزول کا علم نہیں تھا، اگر علم تھا تو بارگاہ صدیقی میں انہوں نے آواز کیوں نہ اٹھائی؟ اور اگر انہیں علم نہیں تھا تو آپ کو کہاں سے ہوگیا؟

(۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک کم و بیش ساڑھے پچیس سالوں تک کے زمانۂ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفاء ثلاثہ کے مشیر و وزیر رہے اور ان کی اقتداء میں نمازیں ادا فرماتے رہے۔ کیا اس طویل عرصہ میں انہوں نے آیت مذکورہ کو کبھی اپنے دعویٰ خلافت کی تائید میں پیش کیا تھا؟ اس کے جواب میں آپ یقیناً یہی کہیں گے کہ حالات کی ناموافقت کی وجہ سے وہ تقیہ میں رہے۔ تو آپ بھی اس سنت تقیہ پر عمل پیرا ہو کر ہمیشہ کے لیے چپ کیوں نہیں ہو جاتے تا کہ فرقہ وارانہ انتشار سے نظام عالم کو چھٹکارا مل سکے؟

قصہ اعطاءِ انگشتری اور علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کے دس علمی لطائف

امامی ترجمان اگر محض کتابوں کے حوالے درج کر کے ہی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انگوٹھی والا واقعہ اہل سنت کے ہاں اجماعی ہے تو اس پر پھر مزید ہمارے دو سوالات ہیں:

(۱) کیا کتابوں میں کسی بات کا آجانا ہی دلیل اجماع ہوتا ہے یا اجماع کی شرائط ضابطے کے تحت فریقین کے ہاں موجود ہیں؟

(۲) بالفرض واقعہ مستند بھی ہو تو اس سے ''خلافت بلافصل'' کا نظریہ کیسے برآمد ہوگیا؟

قارئین کرام!

ہمارے درج کردہ انہی دو اجمالی سوالوں کو جب امام اہل سنت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنے دس لطائف کی صورت میں وسعت دی تھی تو تب سے ہی امامی علماء بے چارگی کی تصویر بنے پھرتے ہیں، اور بدقسمتی سے ہمارے مخاطب موصوف بھی کنویں کے کبوتر بن کر اندر ہی اندر اپنی غٹرغوں سے علامہ لکھنوی رحمہ اللہ پر بھڑاس نکال کر ''عقاب'' بننے کی کوشش میں ہیں۔ تاہم آپ ''آیت ولایت'' پر امام اہل سنت کے ارشادات پڑھیے اور پھر فیصلہ کیجیے کہ اسلاف اہل سنت آیات و روایات سے چشم پوشی کرتے ہیں یا ان سے کشیدہ اُن سبائی نظریات کا انکار کرتے ہیں کہ جو سو فیصد خانہ ساز ہیں، نہیں بلکہ خانہ سوز ہیں۔ چنانچہ علامہ عبدالشکور فاروقی رحمہ اللہ لکھنوی لکھتے ہیں۔ (جاری ہے)

[کنزِ مدفون]　ترتیب واملاء وحواشی: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

مکاتیبِ قائد اہل سنت
بنام
مولانا محمد یعقوب الحسینی رحؒ (ہرنولی، میانوالی)

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں، مریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر وتوبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین ومریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسبِ ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شاملِ اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

(۲۳۱) برادر مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ...... اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا دستی عنایت نامہ ملا طالب خیر بخیر ہے حضرت مولانا سید اسعد مدنی زید مجدہم ۱۶ر جولائی کو صبح کو بذریعہ کار ۴ بجے راولپنڈی سے روانہ ہو کر چکوال پہنچے تھے ہم نے کار کا انتظام کر لیا تھا مونا ہوٹل پر بندہ اور مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی وغیرہ احباب استقبال کے لیے پہنچ گئے تھے ظہر تک مولانا کا یہاں قیام رہا۔ ۲ بجے کے قریب لاہور تشریف لے گئے ظہر کی نماز میں اجتماع بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ حضرت موصوف نے چند منٹ بیان کیا پھر کھاریاں تک رخصت کر کے ہم واپس آ گئے۔ مولانا عبید اللہ انور کے بڑے صاحبزادے [1] بھی کار لے کر لاہور سے راولپنڈی اور راولپنڈی سے چکوال دن کو پہنچ گئے تھے۔ پھر لاہور ساتھ ہی چلے گئے۔ ان کے ساتھ جمعیت طلبہ اسلام پاکستان کا

---

(۱) مولانا محمد اجمل قادری مراد ہیں۔

صدر بھی تھا۔ جو گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے اور وکالت بھی پاس ہے راستہ میں سرکال کے خدام سڑک پر کتبے وغیرہ لے کر آئے ہوئے تھے انہوں نے استقبال کیا اور دینہ میں اہل جمعیت نے راولپنڈی سے ہی پروگرام لیا ہوا تھا وہاں اتر کر صرف دعا کی، پھر جامعہ حنفیہ جہلم میں بھی چند منٹ قیام کر کے دعا کی۔ غرناطہ ہوٹل جہلم میں بھی اہل جمعیت نے انتظام کیا ہوا تھا لیکن مولانا موصوف نے وہاں پر کار پر ہی بیٹھ کر دعا کی۔

② ان بزرگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ مختلف مسائل پر بات کی جائے اور حیات النبی ﷺ پر تحریر لی جائے البتہ میں نے مودودی کے خلاف فتویٰ لکھوا لیا ہے۔

③ آپ نے نہیں لکھا کہ دورہ حدیث کا امتحان کب ہوگا؟ اور امتحان کے لیے صحت یابی ہو رہی ہے یا نہیں؟ بہر حال سورۃ فاتحہ ۴۱ بار مع بسم اللہ شریف کے پانی پر پڑھ کر روزانہ پیتے رہیں اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۱ شعبان ۱۳۹۸ھ

....

(۲۳۲) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا دستی عنایت ملا جس میں بیماری کا ذکر ہے چار چار دن کے تعویذ ارسال ہیں۔ خود بھی استعمال کرتے رہیں اور فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان سورۃ فاتحہ ۴۱ مرتبہ مع بسم اللہ شریف پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے چہرہ اور سارے بدن پر پھیر لیا کریں اور زیادہ موثر یہ صورت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمِ الحمد پڑھا جائے یعنی الرحیم کی م کو الحمد کے ساتھ ملایا جائے ان شاء اللہ کوئی اثر بھی ہے اس سے اس کا ازالہ ہوگا اور بھی ان میں بڑے فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور دورہ حدیث کی تکمیل کی توفیق ہو۔ آمین

قرارداد خلافت راشدہ زیادہ دستخطوں سے جنرل ضیاء کو بھیجتے رہیں۔

② جامعہ حنفیہ جہلم میں یکم شعبان سے اس مرتبہ دورہ خلافت راشدہ کا پروگرام رکھا جائے گا۔ جس میں سنی شیعہ نزاعی مسائل پر تحقیقی بحث ہوگی مستقل تدریس مولانا غلام یحییٰ صاحب کریں گے بندہ دوران میں حسب ضرورت درس دیتا ہے۔ آپ کا دورہ حدیث کا امتحان نہ ہوتا تو آپ کی شمولیت بھی اس درس خلافت راشدہ میں ضروری تھی۔ اور اگر کوئی طالب علم یا نوجوان عالم بن جائے

تو ان کو اس دورہ میں شریک ہونے کی تاکید کردیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر مرحلہ پر کامیابی عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

یہ خط محبوب طالب علم ساکن ہرنولی کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۲۹ رجب ۱۳۹۸ھ

....

(۲۳۳) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ رقعہ محمد مبارک طالب علم کے ہاتھ بھیج رہا ہوں حافظ محمد وکیل صاحب آئے تھے ان سے معلوم ہوا کہ آپ نے دارالعلوم لائل پور میں دورۂ حدیث کا امتحان دے دیا ہے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔

② مولوی احمد سعید کے بعد بیرونی علماء کو بلانے کی ضرورت نہیں وہ پھر اپنے کسی مولوی کو بلا لیں گے یہ سلسلہ ان حالات میں ٹھیک نہیں۔ آپ نے ان کی تردید کردی ہے۔ کافی ہے۔ ویسے بھی لوگوں کو سمجھاتے رہیں ان کی تقریر کی کیسٹ مل جائے تو کلور کوٹ لیتے آئیں تاکہ اس کا جائزہ لیا جائے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۳ شعبان ۱۳۹۸ھ

....

(۲۳۴) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے، باغ آزاد کشمیر میں نہیں جا رہا، جگہ دور ہے آپ بھی نہ جائیں ...... اپنے جلسہ پر قاضی اللہ یار کو بلالیں فی الحال ...... نہ بلائیں، مولانا عبدالشکور ترمذی کو مدعو کرلیں، مولانا حافظ محمد الیاس صاحب کو دعوت دے دیں، اگر صحت ٹھیک ہوئی تو آجائیں گے، احباب کی خدمت میں سلام، اللہ تعالیٰ انہیں سنی مقاصد میں ساری جماعت کو کامیابی عطاء فرمائے، آمین۔ ماہی صاحب کو نہ بلائیں وہ صحیح ثابت نہیں ہوتے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

(۲۳۵) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
عنایت نامہ ملا، حالات معلوم ہوئے، طالب خیر بخیر ہے، شیعہ فقہ جعفری کانفرنس بھکر کے حالات اخبارات و رسائل کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں، خدام الدین لاہور میں بھی شیعوں کی اشتعال انگیزی کے خلاف لکھا گیا ہے بعد میں بھکر میں سنی علماء نے جو احتجاجی قرار دادیں پاس کی ہیں وہ بھی خدام الدین میں شائع ہوئی ہیں اب ان کو اس کی کیوں ضرورت پڑی ہے؟ اور ہم پہلے بھی کہتے تھے کہ شیعہ فتنہ سے تحفظ ضروری ہے، تو یہ حضرات ہم سے ناراض ہوتے تھے، شیعہ شیعہ ہے اور اصحاب و خلفاء رسول ﷺ کا کھلا دشمن ہے اور اپنے من گھڑت کلمہ اور اذان میں خلیفہ بلافصل سے اسی معاندانہ عقیدہ کا اعلان کرتا ہے، بہرحال ہر طبقہ کے سنی علماء کرام اگر شیعہ فتنہ کو سمجھ کر ان کے اثرات کو زائل کرنے اور سنی مذہب کے تحفظ اور استحکام کے لیے خالص دینی مقصد کے تحت محنت کریں تو حقیقی اسلام کا پھر وقار قائم ہوسکتا ہے جو صحابہ کرام و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے امت کو ملا ہے، بہرحال ہماری سنی تحریک خدام اہل سنت کے مقصد کی اہمیت و افادیت دن بدن حالات کی روشنی میں ثابت ہو رہی ہے، محنت کی ضرورت ہے اور آپ کی یہ غفلت کہ بھکر میں آدمی کو بھیج کر شیعہ مقررین کی تقاریر ٹیپ کرنے کا انتظام نہ کیا اور نہ ہی آپ نے غالباً کوئی سمجھدار آدمی حالات و واقعات کا مشاہدہ کرنے کے لیے بھیجا ہوگا حالانکہ شیعوں کی بسیں آپ کی سڑک سے گزرتی رہیں اور وہ شیعہ مذہب زندہ باد کے نعرے بھی لگاتے رہے ہیں۔

(۲) آپ کی ضلعی تنظیم کا نہ ہونا جماعتی افراد کی کم ہمتی کا ثبوت ہے، ہم نے ضلعی تنظیم کو ممنوع تو قرار نہ دیا ہے یہ تو آپ کی اپنی ذمہ داری ہے۔

(۳) سنی کیلنڈر کی جو آپ نے زیادہ اشاعت کی ہے قابل داد اور باعث اجر ہے، لیکن سنی کیلنڈر کی قیمت ۲ روپے سے کم مقرر کرنے کا مطالبہ جائز نہیں ہے، کسی جماعتی آدمی یا سنی مسلمان کے لیے دو روپے زیادہ ہیں؟ اگر کوئی سنی حق چار یارؓ کے کیلنڈر کو دو روپے میں نہیں لے سکتا تو پھر خدا حافظ، آپ نے جو کم قیمت پر دے دیئے ہیں یہ آپ کا ایثار ہے خدام اہل سنت چکوال سے جو سنی لٹریچر سنی کیلنڈر یا قراردادیں وغیرہ حسب ضرورت شائع کی جاتی ہیں کیا اس کا ہمارے پاس کوئی جماعتی فنڈ ہے؟ یہ تو قرضہ پر کام ہو رہا ہے بہرحال جو ہم سنی کیلنڈر شائع کرتے ہیں کسی سال میں بھی ہمیں اس میں نفع نہیں ہوتا کیونکہ کئی افراد کو مفت بھی دینے پڑتے ہیں، اس طرح شائع شدہ لٹریچر میں سے مجموعی حیثیت سے بجائے نفع کے خسارہ ہوتا ہے، لیکن جماعتی ضرورت کے تحت ہم اشاعت

کرتے رہتے ہیں، اگر کیلنڈر کی قیمت اور کم رکھیں تو اس خسارہ کو کون پورا کرے گا؟ آپ میں یہ کمزوری ہے کہ کسی کے اعتراض سے متاثر ہو جاتے ہیں، ہم یہ جماعتی قرضہ کہاں سے ادا کریں گے؟ صوفی فضل داد نے اگر مریضوں کو سنی کیلنڈر لینے کا کہا ہے تو مجھے اس کا پہلے سے علم نہیں لیکن اس نے کہا تو جماعتی جذبہ سے ہے، گو اس کو میں حالات کے تحت بہتر نہیں سمجھتا۔

④ امام اور علیہ السلام کے استعمال کے بارے میں آپ نے لکھا ہے کہ اگر امام حسینؓ کے ساتھ امام کا استعمال اہل سنت کے نزدیک بھی جائز ہے تو علیہ السلام بھی جائز ہونا چاہیے، یہ بھی آپ نے خوب سوال کیا ہے، کیا مجتہدینِ اربعہ کے ناموں کے ساتھ ہم امام کا لفظ استعمال نہیں کرتے؟ بلکہ اپنے امام صاحب کو امام اعظم سمجھتے ہیں کیا اس سے یہ لازم آیا ہے کہ ان کے ناموں کے ساتھ بھی علیہ السلام لکھا جائے؟ اگر ہم صرف ان بارہ اماموں کے ساتھ امام کا لفظ لکھتے تو پھر یہ شبہ ہو سکتا تھا تو اس سے مراد معصوم امام ہیں، کیونکہ شیعوں کا عقیدہ ہے لیکن جب ہزاروں دین کے پیشواؤں کے ساتھ امام کا لفظ لکھتے ہیں مثلاً امام غزالی امام رازی وغیرہ تو پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اسماء کے ساتھ کیوں لفظ امام نہ لکھا جائے کیا وہ امام غزالی، امام رازی سے کم درجہ رکھتے ہیں۔؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تو واضح طور پر ان حضرات ائمہ اہل بیت کی امامت باطنہ کے قائل ہیں اور حضرت شاہ اسماعیل شہید نے بھی اپنی کتاب ''منصب امامت'' میں اس کی تفصیل لکھی ہے شرعاً امام لفظ میں کیا قباحت ہے؟ ہم مسجد کے امام کو امام کہتے ہیں آپ نے تو ویسے بطور شبہ استفسار کیا لیکن دراصل یہ خارجیت کا مرض ہے اور وہ پوری محنت سے ان حضرات ائمہ اہل بیت کے خلاف زہر پھیلا رہے ہیں مذہب اہل سنت والجماعت ہی صحیح اور معتدل مذہب ہے جس میں حب مقام تمام ائمہ اہل بیت سے محبت اور اتباع کا تعلق پایا جاتا ہے روافض نے تو ان حضرات کا نام استعمال کیا ہے۔ ورنہ دراصل اہل سنت ہی ان حضرات کے صحیح معتقد اور متبع ہیں۔ علیہ السلام کو غیر کے لیے استعمال کرنے میں بھی سنی علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے گو ہم اس سے احتیاط کرتے ہیں لیکن کئی حضرات کے نزدیک جائز ہے اور کتابوں میں علیہ السلام لکھا گیا ہے شیعیت کے فروغ کا باعث یہ امر ہیں، ہم حضرات اہل بیت کا احترام کرتے ہیں ان کی اپنے مذہب پر محنت زیادہ ہے، اور اہل سنت میں صحابہ اور خلفاء راشدین کے بارہ میں محنت نہیں ہے اور نہ ہی شیعیت کے بارہ میں دینی مدارس میں ہی کچھ پڑھایا سمجھایا جا رہا ہے۔ مسلک حق مثبت بنیاد پر قائم ہوا کرتا ہے نہ کہ کسی باطل فرقہ کے ردعمل میں، آج سنی مذہب کی اس پہلو سے تعلیم وتبلیغ چونکہ برائے نام ہے اس لیے اہل سنت

کو ہی خارجی ٹولہ استعمال کر رہا ہے اور وہ دیوبندی علماء جو اپنے مذہب سے پورے طور پر وقف نہیں یا ردشیعہ میں غلو رکھتے ہیں وہ خارجیت کا شکار ہو رہے ہیں میں نے خدام الدین کے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ نمبر کے مضمون میں خارجیت کی بھی تردید کردی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مضمون سے غضبناک ہوئے ہیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں اور مذہب حقہ اہل سنت والجماعت پر قائم و دائم رکھیں، جمعہ کو شیعہ کی طرف سے فقہ جعفری کے نافذ نہ کرنے پر احتجاج منایا جا رہا ہے اور ہم جمعہ پر ان شاء اللہ ان کے خلاف فقہ حنفی کی تائید میں قرارداد پاس کریں گے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

(تاریخ وسن ندارد)

(۲۳۶) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دستی عنایت نامہ ملا طالب خیر بخیر ہے میری بڑی ہمشیرہ محترمہ مرحومہ کے متعلق آپ کا دستی تعزیت نامہ موصول ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲ سنی کانفرنس میں بس یا ٹرک پر جماعتی حیثیت سے اگر کانفرنس میں شریک ہوں تو اچھا ہے کلورکوٹ جنڈانوالہ وغیرہ احباب بھی آپ کے ساتھ آجائیں گے واپسی میں بھی آسانی ہوگی باہمی مشورہ کرلیں۔ احباب کو سلام مسنون عرض کردیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر موقع پر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۹ محرم ۱۴۰۰ھ

(۲۳۷) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱ دونوں خط موصول ہوئے طالب خیر بخیر ہے، مولوی عبدالقیوم صاحب واپس آگئے ہیں ابھی تک ان سے حالات پوچھنے کا وقت نہیں ملا۔

۲ آپ نے بھٹو کی پھانسی کے ردعمل کے بارہ میں دریافت کیا ہے، بھٹو ہمارے نزدیک ایک طالب اقتدار اور چالاک لیڈر تھا، ہمیں اس سے اس دن سے شدید اختلاف ہوا ہے جبکہ اس نے

شیعہ دینیات کا پاکستان میں نفاذ کیا، جس میں شیعہ کا کلمہ کا اندراج بھی تھا حالانکہ اس سے پہلے کسی ملکی سربراہ نے اس کی جرأت نہیں کی تھی، اگر سپریم کورٹ نے صحیح تحقیقات کر کے سزا دی ہے تو قابل اعتراض نہیں ہے، ورنہ زیادہ تر دخل موافقت اور مخالفت میں سیاسی پارٹی بازی کا ہے جس میں عموماً اصول دین کو ہی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ سنی مسلمانوں کو ان کی بنیاد کے تحفظ کا احساس دلانے کی اشد ضرورت ہے اور یہ سمجھانے کے لیے کہ شیعہ مذہب کیا ہے؟ میری نئی کتاب ''سنی مذہب حق ہے''(۱) چھپ گئی ہے اس کی اشاعت کی زیادہ ضرورت ہے۔

③ آپ نے یہاں چند دن قیام کے لیے اجازت طلب کی ہے اس سلسلہ میں یہاں پر اشکال ہے کہ میں فارغ ہوتا نہیں، صرف ہفت روزہ سنی اجتماع یا جمعہ کے موقع پر ہی ملاقات کر سکتا ہوں، میری رائے یہ ہے کہ رمضان المبارک سے پہلے شعبان کے آخر میں آپ قیام کریں میں کچھ دن احباب کے لیے فارغ کر دوں گا، فی الحال آپ روزانہ وقت فارغ کر کے پابندی کے ساتھ ذکر اسم ذات میں محنت کرتے رہیں، ذکر کے مداومت سے ہی ترقی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ذکر و اتباع میں ترقی عطاء فرمائیں اور آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق ہو۔ آمین

اپنے والد گرامی برادران واحباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ والسلام

④ آپ نے نہیں لکھا کہ دورہ حدیث کا امتحان کب ہوگا؟ اور امتحان کے لیے صحت یابی ہو رہی ہے یا نہیں؟ بہر حال سورۃ فاتحہ ۴۱ بار مع بسم اللہ شریف کے پانی پر پڑھ کر روزانہ پیتے رہیں اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال ۔ ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۹۹ھ

---

(۱) قائد اہل سنتؒ کی دیگر کتب کے ساتھ اب مذکورہ کتاب ''سنی مذہب حق ہے'' بھی خوبصورت اور جدید معیارِ طباعت سے شائع ہو چکی ہے، ادارہ مظہر التحقیق لاہور سے یہ کتاب حاصل کی جاسکتی ہے۔

(رابطہ: 0321-4145543)

نجوم ہدایت ——— آخری قسط

اسلام میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام

مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالیٰ

۴-امت محمدیہ کی صف اوّل خیر البریہ قرار دی گئی ہے

صحابہ کرام اپنے وقت میں کل بنی آدم کا بہترین طبقہ ہیں۔ بریہ کی جمع برایا ہے جیسے رعیت کی جمع رعایا۔ وکنت قلت فیهم۔

وفی التنزیل هم خیر البرایا
وخیر الملك من رحم الرعایا
قد انتشروا اذا برا وبحرا
وکانوا خیر من رکب المطایا

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خیر البرئیه﴾
''بیشک جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک عمل کیے وہ بہترین لوگ ہیں۔''

(پ۳۰ البینہ ۷)

یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ ظاہر ہے کہ یہ خیر البرئیہ ہونے کی خبر انہی حضرات کے بارے میں دی گئی ہے۔ جس طرح وہ امت کا خیر تھے وہ کل بریہ کا بھی خیر ہیں اور خیر الخلائق بھی ہیں۔

۵-صحابہ کرام اقوام عالم کا قبلہ بنائے گئے

دنیا میں کچھ قومیں دوسری قوموں کے لیے پیشوا کا درجہ رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کرنے کے بعد آئندہ کے لیے جو لوگ اقوام عالم کا قبلہ بنائے وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ قرآن کریم میں انہیں امت وسطا کہا گیا ہے۔ یہ امت (صحابہ کرام) حضرت خاتم النبیین ﷺ اور دیگر اقوام عالم کے مابین ایک درمیانے درجے کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ اپنا پیشوا

حضور ختمی مرتبت ﷺ کو جانیں اور دوسروں کے لیے خود پیشوا بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو بیت القدس سے ہٹا کر مسجد حرام کے قبلہ پر ڈالا تو فرمایا:

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (پ ۲ البقرہ: ۱۴۳)

● ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں پر (دین خداوندی کے) گواہ رہو اور اللہ کا رسول تم پر (دین خداوندی کا) گواہ ہو۔''

اس سے پتہ چلا کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو دوسرے لوگوں کے لیے نمونے کے لوگ ہیں اور یہ سب عادل ہیں ان کی مرسل روایت بھی متصل کا درجہ رکھتی ہے۔ جس طرح ستاروں سے روشنی ہی ملتی ہے (وہ کم ہو یا زیادہ) صحابہ سے روشنی ہی ملے گی۔ ان سے اندھیرا کبھی نہیں پھیلا۔ قرآن کریم نے اس آیت میں صحابہ کرام کو قبلہ اقوام عالم بتایا ہے جس طرح خانہ کعبہ نماز کا قبلہ ہے صحابہ اقوام عالم کا قبلہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو ان کے اس پیشوا حیثیت کا پتہ ان الفاظ میں دیا تھا۔

((انکم ایھا الرھط ائمہ یقتدی بکم الناس)) ۔ (رواہ مالک)

''اے قافلے والو! تم بے شک ائمہ ہو بعد کے آنے والے تمہاری پیروی میں چلیں گے اب آپ ہی بتائیں یہ آسمان ہدایت کے ستارے نہیں تو اور کیا ہیں؟۔''

۶۔ صحابہؓ کی جبلت میں مومنوں سے خیر خواہی اور کافروں سے نفرت

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (الایہ پ ۲۶ الفتح ۲۹)

''محمد (ﷺ) رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر۔ نرم دل ہیں آپس میں۔ تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے۔''

یہاں صرف والذین معہ فرمایا والذین امنوا معہ نہیں کہا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ

کے ساتھ تھے ہی ایمان والے۔ جو منافق بغیر ایمان کے مسلمانوں میں گھس آئے وہ حضور ﷺ کے پاس حاضری تو دیتے لیکن مجلس کی دولت نہ پا سکتے تھے۔ یہ صرف صحابہ کرامؓ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے ساتھی سمجھے گئے۔ اور یہ ان کی صفات میں ہے کہ اپنوں میں دل کے انتہائی نرم اور کافروں پر انتہائی سخت تھے۔

۷- پہلے ایمان لانے والے اور بعد میں ایمان لانے والے دونوں طبقے جنتی ہیں

فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے اور سختیاں جھیلنے والے یقیناً ان حضرات سے افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہیں جو بعد میں ایمان لائے لیکن جنت کا وعدہ دونوں سے ہے۔ بلکہ جو ان کی پیروی میں چلا وہ بھی جنت کو پا گیا۔ دوزخ کے قریب پھٹکنا تو درکنار آگ کے شعلوں کی سرسراہٹ تک ان کے کانوں میں نہ جا سکے گی۔

﴿ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ أَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ﴾ (الحدید:۱۰)

”برابر نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی۔ ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے جنت کا۔“

اور پھر یہ بھی فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى أُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ٥ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَ هُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ٥ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ ﴾ (الانبیاء:۱۰۲۔۱۰۳)

”جن کے لیے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے جنت وہ اس آگ سے دور رہیں گے نہیں سنیں گے اس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی گھبراہٹ میں۔“

۸- امت کو حضور ﷺ کے زمانے کے مومنین کی راہ پر چلنے کی دعوت

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

''اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچنے کی۔''

حضور ﷺ کے زمانے کے یہ مومنین کون ہیں؟ یہ وہی حضرات ہیں جنہیں ہم صحابہ کرامؓ کہتے ہیں۔ ان کی راہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی راہ سے جوڑا ہے۔ اور اس راہ کو چھوڑنے والوں کو جہنمی فرمایا ہے۔ یہ بدوں اس کے نہیں ہوسکتا کہ صحابہ کرامؓ کا عام عمل لوگوں کے لیے کھلے بندوں شریعت کے آئینہ میں اترتا نظر آئے اور ان کا ہر عمل حضور ﷺ کی اتباع میں ہو جو زندگی ملتبس ہو وہ کبھی آئینہ نہیں بنتی۔

۹-محسنین امت یہی ہیں جن کا ساری امت پر احسان ہے

آئندہ آنے والے لوگوں کو دین انہی صحابہ کرامؓ سے ملا ہے اور یہ حضرات یقیناً پوری امت کے محسنین ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے دین انہی حضرات نے لیا اور سیکھا اور پھر اسے آگے پہنچایا اور سکھایا۔ قرآن کریم نے انہیں متقین کہا ہے کہ یہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور ان کے لیے خوشخبری سنائی گئی:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (الذاریات: ۱۵-۱۹)

''البتہ ڈرنے والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں۔ لیتے ہیں جو دیا ان کو ان کے رب نے وہ تھے اس سے پہلے نیکی والے۔ وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے اور ان کے مال میں حصہ تھا مانگنے والوں اور ہارے ہوئے لوگوں کا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی صحابہ کی سیرت کا یہی نقشہ کھینچا ہے:

لقد رایت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما رای منکم یشبھھم لقد کانوا یصبحون شعثا غبرا وباتوا سجدا وقیاما یراوحون بین جباھھم وخدودھم

ویقفون علی مثل الجمر من ذکر معادھم کان بین اعینھم رکب المعزی من طول سجودھم اذا ذکر اللہ اھملت اعینھم حتی قبل جیوبھم ومادوا کما یمید الشجر یوم الریح العاصف خوفا من العقاب ورجاء للثواب۔(نہج البلاغہ ج ا ص ۱۹۰)

’’میں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے میں تم میں سے کسی کو بھی ان جیسا نہیں پاتا وہ صبح کو دھول میں اٹے ہوئے تھے اور رات کو سجدوں اور قیام کی حالت میں گزار دیتے تھے وہ کبھی اپنی پیشانیاں زمین پر رکھتے تھے اور کبھی رخسار وہ اپنی آخرت یاد کرتے تو معلوم ہوتا کہ انگاروں پر کھڑے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے درمیان لمبے سجدے کرنے کے باعث مینڈھے کے گھٹوں جیسا گھٹا ہوتا تھا۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں آنسو برساتیں یہاں تک کہ گریبان تر ہو جاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے ایسے لرزتے اور کپکپاتے جیسے تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے۔‘‘ (اردو ترجمہ ج ا ص ۱۷)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں:

اخوانی الذین قرء والقرآن فاحکموہ وتدبروا الفرض فاقاموہ احیوا السنہ واماتوا البدعہ دعوا الی الجھاد فماتوا ووثقوا بالقائد فاتبعوہ۔(نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۳۱)

’’میرے وہ بھائی (آج ہوتے) جنہوں نے قرآن پڑھا تو اس پر خوب عمل کیا اور فرائض میں انہوں نے تدبر کیا تو انہیں قائم کر دکھایا۔ آنحضرت ﷺ کی سنتوں کو انہوں نے زندہ کیا اور بدعات کا خاتمہ کیا۔ جب جہاد کی طرف بلائے گئے تو انہوں نے اپنی جانوں کو پیش کر دیا اور زندہ ہونے کی حالت میں اپنے قائد (یعنی خاتم الانبیاء ﷺ) پر پورا پورا اعتماد کرتے ہوئے اس کی پوری اتباع کی۔‘‘

۱۰۔ صحابہؓ کے دلوں میں ایمان لکھا جا چکا تھا

اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے بارے میں فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ﴾ (المجادلہ ۲۲)

''یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان لکھا اور روح القدس سے ان کی مدد کی۔''

اسلام میں صحابہؓ کا مقام کیا ہے اس پر یہ دس آیتیں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے دلوں کی خبر دے دی۔ دلوں میں لکھا ایمان کوئی منقبت نہیں جب تک کہ ظاہر سراپا اسلام نہ ہو سو اب اس سے چارہ نہیں کہ ہم تمام صحابہ کرامؓ کو خاص طور پر ان کے ان افراد کو جن پر خدا کا وعدہ خلافت پورا ہوا مومن کامل سمجھیں وہ وعدہ یہ تھا:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ﴾ (النور:۵۵)

''وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے کہ انہیں ضرور خلافت دے گا زمین میں جیسا کہ اس نے حاکم کیا تھا ان سے پہلے لوگوں کو اور جما دے گا ان کے لیے دین ان کا جسے اس نے پسند کیا ان کے واسطے اور اللہ تعالیٰ انہیں خوف کے بدلے امن عطا فرمائیں گے۔''

حضور ﷺ سے پہلے کبھی نہیں ہوا کہ کسی کو خلافت براہِ راست نہیں، غصب ہو کر ملی ہو۔ سو اس امت میں بھی صحابہ کرامؓ کو خلافت بلا غصب ملی۔ پھر یہ بھی کبھی نہیں ہوا تھا کہ خلفاء خلافت میں بھی خوف میں دبے رہیں۔ سو اس امت میں بھی خلافت قوت اور طاقت پر قائم ہوگی ڈر اور تقیہ میں نہ گھری رہے گی۔ پھر یہ وعدہ انہی لوگوں پر پورا ہوا جن سے یہ عہد باندھا گیا تھا۔ یہ عقیدہ کہ یہ وعدہ قیامت کے موقع پر حضرت امام مہدی کے ہاتھوں پورا ہوگا یہ اس وعدہ خلافت سے کھلا مذاق ہے۔ جس سے تسلی تو صحابہ کرامؓ کو دی گئی اور اس کے پورا ہونے کا وقت ہزاروں سال بعد ٹھہرایا گیا۔

قرآن کریم کی رو سے صحابہؓ کے بارے میں یہ ماننا ضروری ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور وہ اس خلافت کو پا گئے۔

۱۱-صحابہ کا مقام صحابیت کی رو سے

دنیا میں انسان کو جو مراتب اور درجات ملتے ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔ عطائی اور اکتسابی۔

حافظ قرآن عالمِ دین، محدثِ وقت، مفسرِ قرآن، وکیلوں اور ڈاکٹروں کے جملہ مناصب سب اکتسابی ہیں اور محنت اور ریاضت سے حاصل ہوئے ہیں لیکن نبوت و رسالت اور صحابیت یہ سب مناصب عطا الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین کا تو انتخاب ہی خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور صحابہؓ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کے وقت میں پیدا کر دیا اور وہ اس پر ایمان لے آئے ایمان لانا تو بیشک ان کا اکتساب ہے اور بھی ہزاروں لوگ ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس خاص وقت میں پیدا ہونا یہ تو اپنے اختیار کی بات نہ تھی۔ یہ خدا کی عنایت خاصہ ہے کہ اس نے انہیں ایسے وقت میں پیدا کر دیا کہ انہوں نے دور نبوت کو پالیا اور نبی پر ایمان لا کر وہ صحابیت کی دولت پا گئے۔ یہ وہ مقام ہے جسے وہ محض اپنی محنت سے نہ پا سکتے تھے اور اس پہلو سے یہ مقام بھی اللہ کی ایک عطاء ہے اور یہ ایک ایسی عطاء ہے جو ان کے سب اعمال پر فائز ہے۔

۱۲- عطاء الٰہی پانے والوں کے اپنے اعمال سے بحث نہیں ہوتی

ایک حافظ پر اور ایک عالم پر آپ تنقید کر سکتے ہیں اس کی غلطیاں نکال سکتے ہیں لیکن کسی صحابی پر آپ تنقید نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ایک الٰہی منصب ہے جو اس کو عطاء الٰہی سے حاصل ہوا ہے۔ حافظ اور عالم ہونا یہ دونوں منصب اس سے نیچے ہیں۔ حافظ کے حفظ سے عالم کے علم سے ڈاکٹر کے نسخہ سے وکیل کی دلیل سے بحث ہو سکتی ہے۔ مگر صحابی پر کسی طرح تنقید نہیں ہو سکتی اس کو صحابی ماننا اس کے اور پیغمبر کے ایک تعلق کو تسلیم کرنا ہے اور یہ تعلق اس کی کسی اپنی کمزوری کے باعث کمزور نہ پڑ سکے گی۔ صحابیت ہے گو کسی درجے میں ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد میرے صحابہ کو ہدف ملامت نہ بنانا ان سے تمہارا پیار میرے پیار کے باعث ہے اور جو ان سے بغض رکھے اس کا وہ بغض میرے ساتھ ہو گا۔ سو صحابہ کے بارے میں صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ان پر تنقید جائز نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے غلطی ہو نہیں سکتی۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں ان کی غلطی نکالنے کا حق نہیں۔ خطاء بزرگاں گرفتن خطا است۔

امتی اور نبی کے درمیان جو فاصلے ہیں صحابہؓ پر تنقید کرنے سے وہ اور بڑھیں گے۔ اور صحابہؓ کی عقیدت سے وہ کم ہوں گے۔ اس وجہ سے بڑے بڑے علماء اسلام نے ان کے بارے میں زبان بند

رکھنے کا امر فرمایا ہے۔

نامناسب نہ ہوگا کہ ہم صحابہ کی بے مثال قربانیوں کی وہ تصویر جو ہندوستان کے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے کھینچی ہے آپ کے سامنے رکھ دیں۔ پاکستان میں ہمیں صحابہؓ کا مقام اس سے بھی اوپر سمجھنا چاہیے اس کے بغیر شاید ہم اسے ایک اسلامی سلطنت نہ بنا سکیں۔

محبت ایمان کی اس آزمائش میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح پورے اترے اس کی شہادت تاریخ نے محفوظ کرلی اور وہ محتاج بیان نہیں بلاشبہ ومبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں انسانوں کے کسی گروہ نے کسی کے ساتھ اپنے سارے دل اور اپنی ساری روح سے ایسا عشق نہیں کیا ہوگا جیسا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے راہ حق میں کیا۔ انہوں نے اس محبت کی راہ میں وہ سب کچھ قربان کردیا جو انسان کرسکتا ہے اور پھر اسی کی راہ سے سب کچھ پایا جو انسانوں کی کوئی جماعت پاسکتی ہے۔

سابقون الاولون کی محبت ایمانی کا یہی حال تھا ہر شخص جو ان کی زندگی کے سوانح کا مطالعہ کرے گا بے اختیار تصدیق کرے گا کہ انہوں نے راہ حق کی مصیبتیں صرف جھیلیں ہی نہیں بلکہ دل کی پوری خوش حالی اور روح کے کامل سرور کے ساتھ اپنی پوری زندگیاں ان میں بسر کرڈالیں ان میں سے جو لوگ اول دعوت میں ایمان لائے تھے ان پر شب و روز کے جانکاہیوں اور قربانیوں کے پورے ۲۳ برس گزر گئے لیکن اس تمام مدت میں کہیں سے بھی یہ بات دکھائی نہیں دیتی کہ مصیبتوں کی کڑواہٹ ان کے چہروں پر کبھی کھلی ہوں انہوں نے مال و علائق کی ہر قربانی اس جوش و مسرت کے ساتھ کی گویا دنیا جہاں کی خوشیاں اور راحتیں ان کے لیے فراہم ہوگئی ہیں اور جان کی قربانیوں کا وقت آیا تو اس طرح خوشی خوشی گردنیں کٹوا دیں گویا زندگی کی سب سے بڑی خوشی زندگی میں نہیں موت میں تھی۔ (ترجمان القرآن ج ۲ ص ۱۴۳)

قسط: آخری

قرآن مجید کی دلچسپ اور اہم معلومات

حضرت مولانا عبداللطیف مسعود صاحب

(۱) قرآن مجید میں صرف ایک سورۃ ایسی ہیں جس کی ہر آیت میں لفظ اللہ موجود ہے وہ ہے سورۃ مجادلہ۔ اور دو سورتیں ایسی ہیں جن میں ایک دفعہ بھی لفظ اللہ نہیں آیا وہ ہیں الرحمٰن اور الواقعہ۔

(۲) قرآن مجید میں صرف ایک رکوع ایسا ہے جو صرف ایک ہی آیت پر مشتمل ہے وہ ہے سورۃ المزمل کا دوسرا رکوع۔ اس کے بعد سورۃ بقرہ کا رکوع نمبر ۳۹ ہے جو صرف دو آیتوں پر مشتمل ہے اس کے بعد تیسرے نمبر پر اسی سورۃ کا رکوع نمبر ۴۰ ہے جو صرف تین آیات پر مشتمل ہے۔

(۳) قرآن مجید میں سب سے زیادہ آیات پر مشتمل رکوع سورۃ زمر کا رکوع نمبر ۲ ہے جو ۵۳ آیات پر مشتمل ہے اس کے بعد اسی سورۃ کا رکوع نمبر ۵ ہے جو ۴۴ آیات پر مشتمل ہے۔ تیسرے نمبر پر سورۃ عبس ہے جو کہ ایک ہی رکوع ہے اور وہ ۴۲ آیات پر مشتمل ہے۔

(۴) قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ ہے اور سب سے چھوٹی آیت سورۃ مدثر کی آیت نمبر ۲۱ ہے۔

(۵) قرآن مجید میں صرف ایک آیت ایسی ہے جس میں حرف میم ۳۰ مرتبہ آیا ہے جو اور کسی آیت میں نہیں۔ اس کے بعد سورۃ ہود کی آیت نمبر ۴۸ ہے جس میں ۱۶ میم آئے اور پھر چھ میم بمع تشدید کے اکٹھی جگہ جو اور کسی جگہ نہیں۔

(۶) قرآن مجید میں سب سے زیادہ استعمال حرف الف کا ہے ۴۸۸۷۲ اور سب سے کم حرف ظ کا ہے جو ۸۴۲ مرتبہ آیا ہے۔ الف کے بعد سب سے زیادہ آخری حرف ی ہے جو ۴۰۹۱۹ مرتبہ آیا ہے اس کے بعد نون ۴۰۱۱۹۰ مرتبہ۔

(۷) قرآن مجید کی ۲۹ سورتوں کے ابتداء میں حروف مقطعات استعمال ہوئے ہیں اور وہ حروف صرف ۱۴ ہیں۔ پھر جس سورۃ کے شروع میں جو حروف استعمال ہوئے ہیں وہ حروف اس سورۃ میں دوسرے حروف کی بہ نسبت زیادہ استعمال ہوئے ہیں مثلاً سورۃ ق اور سورۃ القلم۔

(۸) قرآن مجید کی سورۃ طور میں لفظ ''ام'' سولہ مرتبہ آیا ہے جو کسی اور سورۃ میں اتنی بار نہیں آیا۔

(۹) قرآن مجید میں دو جملے ایسے آئے ہیں جنہیں سیدھا پڑھا جائے یا الٹا کر پڑھا جائے تو ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ نمبرا سورۃ مدثر کی آیت ۳ وربك فكبر۔ اور دوسرا سورۃ یٰسین آیت ۴۰ کل فی فلك۔

(۱۰) قرآن مجید میں یا ایھا الذین آمنوا ۹۲ مرتبہ آیا ہے مگر یا ایھا الذین کفروا صرف ایک مرتبہ سورۃ تحریم آیت ۷ میں آیا ہے۔ اسی طرح یا ایھا الذین ھادوا بھی صرف ایک مرتبہ سورۃ جمعہ کی آیت ۶ میں آیا ہے۔

(۱۱) قرآن مجید میں حرکات ثلاثہ (زبر۔ زیر۔ پیش) میں سب سے زیادہ زبر (فتح) استعمال ہوا ہے جن کی تعداد ۵۳۲۲۳ ہے۔ اس کے بعد زیر (کسرہ) ہے جن کی تعداد ۳۹۵۸۸ ہے۔ تیسرے نمبر پر پیش (ضمہ) ہے۔ جن کی تعداد ۸۸۰۴ ہے۔

(۱۲) قرآن مجید میں کل مدات کی تعداد ۱۷۷۱ اور تشدید کی گنتی ۱۲۷۴ ہے اور کل نقطے ۱۰۵۶۸۴ ہیں۔

(۱۳) قرآن مجید کی کل سورتیں ۱۱۴ پارے ۳۰۔ منزلیں ۷۔ رکوع ۵۴۰۔ سجدے ۱۴۔ آیات ۶۶۶۶ ہیں۔ کلمات ۸۶۴۳۰ اور کل حروف ۳۲۳۷۶۰ ہیں۔

(۱۴) قرآن مجید میں آیات وعدہ ۱۰۰۰، آیات وعید ۱۰۰۰، آیات امر ۱۰۰۰، آیات نہی ۱۰۰۰، آیات امثال ۱۰۰۰، آیات قصص ۱۰۰۰، باقی آیات تحلیل وتحریم، تسبیحات ہیں۔

(۱۵) قرآن مجید میں مشرکین کا لفظ تو بکثرت آیا ہے (۳۸ مرتبہ) لیکن مشرقین صرف دو دفعہ آیا ہے۔ سورۃ فجر آیت ۷۳ اور سورۃ شعراء آیت ۶۰۔

(۱۶) قرآن مجید میں لفظ یعلمون (۵۶ مرتبہ) اور تعلمون (۸۳ مرتبہ) تو بکثرت آیا ہے لیکن یالمعون صرف ایک دفعہ اور تالمون صرف دو مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ النساء آیت ۱۰۴۔

(۱۷) قرآن مجید میں تحتھا الانھار تو بہت جگہ آیا ہے (۳۵ مرتبہ) مگر بغیر من کے صرف تحتھا الانھار صرف ایک بار سورۃ توبہ کی آیت ۱۰۰ میں آیا ہے۔

(۱۸) قرآن مجید میں لاتکن تو بہت جگہ آیا ہے مگر لاتك صرف تین مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ ھود

آیت ۱۷، ۱۰۹، سورۃ نمل کی آیت ۱۲۷۔ کل یہ فعل ۴۳ صیغوں کی صورت میں ۱۳۷۳ مرتبہ آیا ہے۔

(۱۹) قرآن مجید میں لایصدنك دال کی زیر کے ساتھ تو کئی مرتبہ آیا مگر بصیغہ جمع لایصدنك دال کی پیش کے ساتھ صرف ایک بار سورۃ قصص کی آیت ۸۷ میں آیا ہے۔

(۲۰) قرآن مجید میں فیہ کا لفظ تو بکثرت آیا ہے لیکن فیہ کھڑی زیر کے ساتھ صرف ایک مرتبہ سورۃ فرقان کی آیت ۶۹ میں آیا ہے۔

(۲۱) قرآن مجید میں ہر جگہ یائے معروف ہی آتی ہے مگر صرف ایک جگہ ی مجہول استعمال ہوئی ہے وہ سورۃ ہود کی آیت ۴۱ بسم اللہ مجرھا

(۲۲) یا ایھا الذین آمنوا کے الفاظ سب سے زیادہ سورۃ مائدہ میں آئے ہیں جو کہ ۱۶ مرتبہ آئے ہیں اتنے اور کسی بھی سورۃ میں اتنے نہیں آئے۔

(۲۳) قرآن مجید میں علیم حکیم تو بکثرت آیا ہے مگر حکیم علیم صرف سات مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ انعام آیت ۸۳، ۱۲۸، ۱۳۹، الحجر آیت ۲۵ النمل ۶ الزخرف آیت ۸۴ الذاریات ۳۰۔

(۲۴) قرآن مجید میں غفور رحیم تو بکثرت آیا ہے مگر الرحیم الغفور صرف ایک بار سورۃ سبا کی آیت ۲ میں آیا ہے۔

(۲۵) قرآن مجید میں ما انزل اللہ بھا من سلطان صرف ۳ مرتبہ الاعراف آیت ۷۱، سورۃ یوسف آیت ۴۰ اور النجم آیت ۲۳ میں آیا ہے۔

(۲۶) قرآن مجید میں عالم الغیب یا عالم الغیب تو بہت دفعہ آیا ہے مگر عالم الغیب منصوب صرف ایک بار الزمر آیت ۴۶ میں آیا ہے۔

(۲۷) قرآن مجید کی ۳۳۲ آیات لفظ قل سے شروع ہوتی ہیں۔ اسی طرح قرآن میں لفظ قلن صرف ایک مرتبہ۔ قولا تثنیہ تین بار اور قولوا جمع ۱۲ مرتبہ آیا ہے۔ قوی صرف ایک بار اور قیل ۴۹ بار آیا ہے اور مصدر القول ۵۲ مرتبہ آیا ہے۔

(۲۸) قرآن مجید میں جہاں جہاں لیل و نہار کا ذکر اکٹھا ہوا ہے وہاں لیل پہلے آیا ہے۔

(۲۹) قرآن مجید میں لفظ الحمد ۳۸ مرتبہ اور الحمدللہ ۲۴ مرتبہ آیا ہے اور الحمدللہ رب العالمین چھ مرتبہ آیا ہے۔

(۳۰) قرآن مجید میں لفظ اللہ سب سے زیادہ یعنی ۲۶۹۷ مرتبہ اور لفظ رب ۹۷۲ مرتبہ آیا ہے۔

(۳۱) قرآن مجید میں ایمان کا تذکرہ ۸۳۱ مرتبہ اور کفر کا ۵۰۳ مرتبہ آیا ہے۔

(۳۲) قرآن مجید میں حیات کا ذکر ۱۷۹ مرتبہ اور موت کا ۱۶۵ مرتبہ آیا ہے۔

(۳۳) لفظ الناس ۲۴۱ مرتبہ اور الجن صرف ۲۹ مرتبہ آیا ہے۔

(۳۴) قرآن مجید میں لفظ قرآن کا ذکر ۶۸ مرتبہ۔ تورات ۱۸ مرتبہ، انجیل ۱۲ مرتبہ اور زبور صرف ۴ مرتبہ آیا ہے لیکن کتب سابقہ کا ذکر الکتاب کے عنوان سے ۱۱۷ مرتبہ آیا ہے۔ توکل ان کتب کا تذکرہ ۱۵۱ مرتبہ آیا ہے۔

(۳۵) قرآن مجید میں الدنیا کا ذکر ۱۱۵ مرتبہ الآخرہ ۱۵۳ مرتبہ، الجنۃ ۱۳۵ مرتبہ، جہنم ۷۷ مرتبہ رحمت ۳۲۹ اور لعنت صرف ۴۱ مرتبہ آیا ہے۔ قرآن مجید میں الیوم ۴۷۴ مرتبہ الشہر (مہینہ) ۲۱ مرتبہ اور سال کا ۲۸ مرتبہ ذکر ہوا ہے۔

(۳۶) رسول اور رسالت کا تذکرہ ۵۳۱ مرتبہ اور نبی اور نبوۃ کا ۸۰ مرتبہ آیا ہے۔

(۳۷) قرآن مجید میں رزق کا ذکر ۱۲۵ مرتبہ اور کسب کا ۶۷ مرتبہ آیا ہے اسی طرح لفظ اکل کھانا کا ذکر ۱۰۹ مرتبہ آیا ہے مگر لفظ تقویٰ (پرہیزگاری، احتیاط، خداخوفی اور بچاؤ) کا تذکرہ تقریباً ۲۵۰ مرتبہ آیا ہے جو کہ تمام عقائد اور اعمال وافعال کی روح ہے۔

(۳۸) قرآن مجید لفظ کلا پہلے پندرہ پاروں میں ایک بار بھی نہیں آیا اس کے بعد سورۃ مریم سے لے کر سورۃ ہمزہ تک ۳۳ مرتبہ آیا ہے اور وہ تمام سورتیں مکی ہیں۔ مدنی ایک بھی نہیں۔

(۳۹) سارے قرآن مجید میں عورتوں میں سے صرف حضرت مریمؑ کا نام آیا ہے اور صحابہؓ میں سے صرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا (الاحزاب)

(۴۳) قرآن مجید میں جامع ترین آیت ۱۸ ہے جس میں ندا، تنبیہ، تسمیہ، نصیحت، تحذیر، تخفیف، تعمیم، اشارہ، عذر سب امور آگئے ہیں۔

(۴۴) قرآن مجید کی سورۃ سبا کی آیت ۲۴ میں لف نشر مرتب ہے اسی طرح سورہ ھود آیت ۱۰۵ اور حم سجدہ کی آیت ۱۳ سے آگے تک اسی طرح سورہ کیف آیت ۹۶ میں تنازع فعلان ہے اتونی افرغ علیہ قطراً۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی علمیت وقابلیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی گزرے ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے بچپن ہی سے دینی کاموں میں دلچسپی لیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کا یہ حال تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کبھی کہیں جانے کا اتفاق ہوتا تو دیکھتے رہتے کہ حضور کیسے راستہ چلتے ہیں کس طرح قدم اٹھاتے ہیں کہاں رکتے ہیں کہاں مڑتے ہیں پھر جب اسی راستے سے دوبارہ سفر کرنا ہوتا تو راستہ چلنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل فرماتے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم اٹھایا ہوتا ویسے ہی یہ بھی اٹھاتے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے تھے یہ بھی رک جاتے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں مڑتے یہ بھی ویسے ہی مڑ جاتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن وحدیث کے بہت بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ تفسیر وحدیث میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔

ہم یہاں ان کا ایک واقعہ نقل کر رہے ہیں جس سے ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی علمیت اور قابلیت کا کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس دور میں ایک عیسائی نے چار سوال لکھ کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے اور آخر میں یہ بھی لکھ دیا کہ ان تمام سوالوں کے جواب آسمانی کتابوں سے ہی دیئے جائیں۔ وہ سوالات یہ تھے:

(۱) ایک ماں کے پیٹ سے دو بچے ایک دن پیدا ہوئے پھر ایک ہی دن دونوں کا انتقال بھی ہوگیا لیکن ان میں سے ایک بھائی کی عمر سو سال بڑی اور دوسرے بھائی کی عمر سو سال چھوٹی ہوئی یہ دونوں کون تھے کیا ایسا ہونا ممکن ہے؟

(۲) وہ کونسی زمین ہے جہاں ابتدائے پیدائش سے قیامت تک صرف ایک بار سورج نکلا ہو اس سے پہلے اس زمین پر نہ کبھی سورج نکلا تھا اور نہ کبھی پھر نکلے گا؟

(۳) وہ قبر کون سی ہے جس کا مردہ بھی زندہ تھا اور قبر بھی زندہ تھی اور قبر اپنے مردے کو سیر کراتی پھرتی تھی پھر وہ مردہ قبر سے نکل کر زندہ رہا ہو اور پھر مرا ہو؟

(۴) وہ کونسا قیدی ہے جسے قید خانے میں سانس لینے کی اجازت نہیں اور وہ قیدی بغیر سانس لیے زندہ رہتا ہے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلوایا کہ وہ ان سوالوں کے جواب لکھ دیں حضرت عبداللہ تشریف لائے انہوں نے قلم کاغذ سنبھالا اور وہیں کے وہیں جواب لکھنے بیٹھ گئے۔

پہلا جواب: جن دونوں بھائیوں کے متعلق تم نے دریافت کیا ہے وہ حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے بھائی یہ دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے اور دونوں بھائیوں کی وفات بھی ایک ہی دن ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کو اپنی قدرت دکھانے کے لیے درمیان میں حضرت عزیر کو پورے سو سال تک مارے رکھا اور پھر زندہ کر دیا وہ زندہ ہو کر اپنے گھر گئے اس کے بعد کچھ دنوں تک زندہ رہے پھر آپ کی اور آپ کے بھائی کی ایک ہی روز وفات ہوئی اس طرح حضرت عزیر کی عمر سو سال چھوٹی اور آپ کے بھائی کی عمر سو سال بڑی ہوئی قرآن شریف میں ہے: فاماته الله مائه عام ثم بعثه اللہ نے انہیں سو سال موت دی پھر زندہ کر دیا۔

دوسرے سال کا جواب: جس زمین پر اب تک صرف ایک بار سورج نکلا ہے اور پھر کبھی نہ نکلے گا وہ زمین سمندر کی کھاڑی دریائے قلزم کی تہہ ہے اسی جگہ فرعون اپنے لاؤ لشکر اور ساز و سامان سمیت غرق ہوا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر پار ہو گئے تھے۔

تیسرے سوال کا جواب: جو قبر خود بھی زندہ تھی اور جس کا مردہ زندہ تھا اور قبر اپنے مدفون کو سیر کراتی پھرتی تھی وہ قبر حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ہے جس نے آپ کو نگل لیا تھا وہ خود بھی زندہ تھی اور حضرت یونس بھی زندہ تھے مچھلی آپ کو لیے ہوئے دریا میں ادھر ادھر چلتی پھرتی رہتی تھی پھر آپ مچھلی کے پیٹ سے زندہ سلامت باہر نکل آئے اور ایک عرصہ تک زندہ رہ کر اپنی طبعی موت پر اس دنیا سے گئے۔

چوتھے سوال کا جواب: جو قیدی قید خانے میں سانس نہیں لیتا اور پھر بھی زندہ رہتا ہے یہ وہ بچہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں قید ہے خدا نے اس کے سانس لینے کا ذکر نہیں فرمایا اور وہ بغیر سانس لیے زندہ رہتا ہے۔ یہ تمام جوابات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عیسائی کے پاس بھیج دیئے۔ وہ عیسائی ان جوابات کو پڑھ کر حیران رہ گیا اس نے اپنے خیال میں بہت مشکل سوال کیے تھے تمام سوالوں کے شافی و کافی جوابات پا کر اسے بہت تعجب ہوا اور وہ کہنے لگا۔

شاید مسلمانوں میں کوئی نبی اب بھی زندہ ہے کیونکہ یہ جواب سوائے نبی کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ (بشکریہ ماہنامہ الہلال مانچسٹر)

عید الفطر

حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی مدظلہم (مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا)

رمضان المبارک کی عالی شان عبادات نماز روزہ وغیرہ کی انجام دہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مسلمان بندہ کو جو توفیق عنایت فرمائی جاتی ہے اس پر اظہار تشکر کے لیے شریعت نے جو بہترین طریقہ مقرر کیا ہے اس کو عید الفطر کہا جاتا ہے۔

اقوامِ عالم کے قومی تہواروں کی طرح یہ کوئی تہوار نہیں ہے بلکہ یہ دن مسلمانوں کی عبادت کا دن ہے اس لیے اس اسلامی خوشی اور مسرت کے دن کو شریعت کے تقاضوں کے مطابق ہی گزارنا چاہیے۔ دوسروں کی نقالی میں محض کھیل تماشا اور سینما بینی و دیگر غیر اسلامی حرکتوں میں اس دن کو گزارنا نہایت خسارہ کی بات ہے۔

نماز عید

عید الفطر کے روز دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے۔

سنت یہ ہے کہ عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرے اور عید گاہ تک پیدل چل کر جائے۔ ایک راستہ سے جائے اور دوسرے سے واپس آئے۔

عید کی نماز کی صحت اور وجوب کے لیے وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ کا پڑھنا فرض ہے اور عید میں سنت ہے، لہٰذا عید الفطر اسی شخص پر پڑھنا واجب ہوگی جس پر جمعہ پڑھنا واجب ہے اور جس جگہ شرعاً جمعہ پڑھانا درست نہیں وہاں عید کی نماز پڑھنی بھی صحیح نہیں ہے۔

نماز جمعہ بڑے گاؤں (جس میں تین چار ہزار کی آبادی ہو) اور شہر میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح عید بھی۔ چھوٹے قصبات اور دیہات میں ان کا پڑھنا درست نہیں۔

عید کی نماز کا وقت اشراق کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے اور زوال یعنی سورج ڈھلنے تک باقی رہتا ہے۔

عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ

پہلے اس طرح نیت کرے کہ میں دو رکعت واجب نماز عید چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں اور مقتدی امام کی اقتداء کی بھی نیت کرے۔

نیت کے بعد تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لے اور سبحانك اللّٰهم آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کیا جائے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے۔

ہاتھ باندھنے کے بعد امام اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں، پھر رکوع سجدہ کے بعد دوسری رکعت میں پہلے امام فاتحہ اور سورۃ پڑھے اس کے بعد رکوع سے پہلے تین مرتبہ پہلی رکعت کی طرح تکبیریں کہی جائیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے جائیں اور چوتھی تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع کیا جائے، مقتدی بھی امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر تکبیر کہے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کی جائے۔

شوال المکرّم کے چھ روزے

ماہ شوال المکرّم میں چھ دن نفل روزہ رکھنے کی فضیلت دوسرے نفل روزوں سے بہت زیادہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد چھ روزے شوال المکرّم کے رکھے تو ایسا ہو گیا جیسا کہ ہمیشہ (یعنی سال بھر) روزے رکھے۔ عید کا دن چھوڑ کر پورے مہینے میں جس طرح چاہے چھ روزے پورے کر سکتا ہے مگر ان کو رمضان کے روزوں کی قضا میں شمار کرنا درست نہیں ہے بلکہ یہ روزے مستقل ہیں، مسلسل رکھنا ضروری نہیں۔

نئے اُفق

تبصرہ وتذکرہ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

①

کتاب کا نام	......	ڈھول کی آواز
مصنف	......	حضرت مولانا کامل الدین رتوکالوی رحمہ اللہ
صفحات	......	170
ملنے کا پتہ	......	مرکز اہل سنت والجماعت، مدنی مسجد رتوکالا (سرگودھا)

(0300-8195413)

ہمارے بزرگوں میں ایک معروف نام حضرت مولانا کامل الدین (متوفی ۱۹۷۴ء) بھی ہے جو موضع ''رتوکالا'' ضلع سرگودھا میں ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے، آپ نے اپنے زمانہ کے معروف اساتذہ سے کسب فیض کیا اور عظیم اداروں میں تعلیم حاصل بالخصوص حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جیسی شخصیات کے چمن علم وعمل سے خوشہ چینی کی اور مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی، علاوہ ازیں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی صحبت وخدمت کا شرف بھی حاصل رہا۔ امام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا ایک نہایت نادر وعلمی رسالہ ''تحذیر الناس'' کے نام سے ہے۔ قادیانیت کی تدلیس اور بعض اہل علم کی حاسدانہ روش نے عوام کے اندر ایک مغالطے کی فضا پیدا کردی تھی کہ مذکورہ کتاب میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے۔ ''تحذیر الناس'' ایک خالص علمی اور نہایت نادر و دقیق روایت کی تشریح میں لکھی گئی تھی، اور لکھنے والا کوئی معمولی انسان نہیں تھا، بلکہ علم وفضل کا نیر تاباں تھا، مگر برا ہو زہریلے پروپیگنڈے کا کہ اس نے ایک جلیل القدر عالم دین کے خلاف عام لوگوں کو مخالفت اور توہین وتنقیص کے دائرے میں مقید کردیا، حضرت مولانا کامل الدین رحمہ اللہ نے اس کتاب کے اندر'' تحذیر الناس'' کا بھرپور دفاع کیا اور ثابت کردیا کہ علماء لوگوں کی روش پر نہیں چلتے بلکہ تحقیق وتفتیش اور استقلال و استقامت کا مظاہرہ کرکے بھٹکے ہوؤں کی اصلاح کرتے ہیں۔ مولانا

کامل الدین رحمہ اللہ نے اس کتاب پر معاصرین ومشاہیر کی تصدیقات بھی لی تھیں، جن میں مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ، مولانا پیر کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ، مولانا پیر سید حامد شاہ رحمہ اللہ اور چند دیگر اہل علم شامل ہیں۔ اولاً یہ کتاب آج سے تقریباً ۵۵ سال قبل شائع ہوئی تھی، اب حضرت مولانا کامل الدین رحمہ اللہ کے حقیقی، روحانی اور علمی ورثاء نے اس کتاب کو دوبارا سے شائع کروا دیا ہے جس پر مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی اور مولانا مفتی نعیم الدین صاحب نیز مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی کی قیمتی تقاریظ بھی درج ہیں۔ نفیس کمپوزنگ، صاف سفید کاغذ، دیدہ زیب سرورق اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ منظر عام پہ آنے والی یہ کتاب اہل علم کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے۔ تاہم بندہ کی رائے میں اگر اس کا نام ''ڈھول کی آواز'' سے بدل دیا جاتا تو کوئی حرج نہ تھی۔ بعض تراکیب اور اصطلاحات زمانے اور محل کے اعتبار سے ہوتی ہیں جو مستقبل میں جا کر ''مزاح'' کا روپ دھار لیتی ہیں۔ راقم السطور نے سندھ کے ایک قدیمی شیعہ عالم کا کتابچہ ''پستول حیدری'' کے نام سے دیکھا تو بڑی ہنسی آئی تھی، تاہم وہ ہنسی اس وقت قہقہہ میں تبدیل ہوگئی جب جواب میں سندھ ہی کے ایک سنی عالم کا کتابچہ ''توپ محمدی'' کے نام سے دیکھا۔ کتاب کے سرورق پہ چھوٹے حروف میں ''دافع الوسواس عن تحذیر الناس'' بھی درج ہے۔ اگر اسی کو جلی حروف میں لکھ دیا جاتا تو شاید بن دیکھے بھی ڈھول کی آواز آتی رہتی، کیونکہ دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔ باذوق حضرات جلد یہ کتاب سرمہ بصارت وبصیرت بنائیں اور دیے گئے پتہ سے حاصل فرمائیں۔

اعلان

مندرجہ ذیل کتب پر تبصرہ آئندہ شمارہ میں ان شاءاللہ شائع ہوگا۔

① تذکرہ علماء ایبٹ آباد ...... پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد صاحب

② تذکرۃ الشہداء ...... مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی

③ مجموعہ تحقیقی مضامین ...... مولانا عبدالحمید تونسوی صاحب

④ ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی (منظوم) انجم نیازی صاحب

⑤ ماہ نامہ ''القاسم'' کی خصوصی اشاعت مولانا قاضی عبدالکریم رحمہ اللہ کلاچوی

ماہنامہ حق چاریار لاہور
جسٹرڈ نمبر CPL26

صبح عید

جناب حافظ نور محمد انور

عید کا دن ہے مسرت کے خزانوں کی کلید ہو مبارک روزہ داروں کو نوید صبح عید

ہر طرف پھیلے نہ کیوں کر شادمانی کی ضیاء ابر رحمت آج سب دنیا پہ چھایا ہوا

خیر مقدم جس مسلمان نے کیا رمضان کا اس پہ لطف خاص سمجھو ہوگیا رحمان کا

تیس دن پابند روزہ جو رہے ہیں نیک عام ان کو دیتے ہیں فرشتے آج بخشش کا پیغام

آج ہے ان کے لیے لاریب یہ روز سعید فیض روزہ سے ہے، جس کے دل کی بر آئی اُمید

الفت و اخلاص سے ملتے باہم اقرباء آج ہے ہر ایک کے لب پہ مبارک کی صدا

کر رہے ہیں دل سے اداء سب نماز عید آج ہو رہی ہے صائموں کو ذاتِ حق کی دید آج

کیوں نہ ہو خوشنودی حق مومنو وجہِ نجات تم پہ راضی ہوگیا ہے آج ربّ کائنات

رحمت حق سے جو انور خود رہے محروم ہیں فی الحقیقت آج وہ ناشاد میں مغموم ہیں